DOI: https://doi.org/10.52015/albasirah.v14i1.274

Al-Basirah البصيرة

V. 14, Issue 01, (June 2025)

Journal Home Page: https://albasirah.numl.edu.pk/

ISSN E: 2520-7334 ISSN P: 2222-4548

قباءاور اہل قباء کی ثقافت، مذاہب اور طرز تعمیر: ایک تاریخی مطالعہ

Quba and Its People, A Historical Overview of Their Culture, Religions and Architecture

Ayesha Siddiqa, Dr. Ikram Ul Haq

MPhil Scholar, Department of Islamic Studies, Riphah International University Islamabad, Pakistan

Email: ayesha.siddiqa52@yahoo.com

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Riphah International University Islamabad, Pakistan

Email: ikram.haq@riphah.edu.pk

Received: 29 March | Revised: 15 June | Accepted: 29 June | Available Online: 30 June

ABSTRACT

This study explores the historical, cultural, and religious significance of Quba, a prominent early Islamic settlement located near Madinah. It was the first place where the Prophet Muhammad (PBUH) stayed following the Hijrah. Before the advent of Islam, it was inhabited by a range of Arab and Jewish tribes practicing various religions, including idolatry, Judaism, and Christianity. Revisiting the already available literature one can find that although various scholars have focused on the masjid e Quba and the stay of Prophet PBUH there, for example a thesis is written about the inhabitance of Masjed e Quba in the early Islam discusses the construction of it in detail. Another thesis "The Route of the Prophet's Migration from Quba to Madinah" states the journey of migration in detail, but detailed information about the Quba region and the people living there especially about their culture, religion and architecture is still lacking. Adopting qualitative research methodology, the study explores the region's socio-cultural landscape, tribal dynamics, and the peaceful coexistence of religious communities. It offers a detailed analysis of Quba's architectural structures, including defensive forts, residential buildings, and public wells, which reveal the community's adaptation to environmental and strategic needs. It shows the role of marketplaces as hubs of trade and interaction. The research also highlights the settlement's literary inclinations, particularly in poetry. Through a historical and analytical approach grounded in classical sources, the paper argues that Quba was more than a temporary resting point, it was a model of early Islamic community life. Its structured urban layout, social diversity, and cultural richness contributed significantly to the foundational phase of the Islamic civilization. The findings contribute to broader discourses on early Islamic urbanism, tribal cooperation, and the integration of religious and social identities.

Keywords: Prophet (PBUH), Quba, Islamic Architecture, Islamic History, Arabic Culture, Pre Islamic Religions.

Funding: This research received no specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors. Correspondence Author: ayesha.siddiqa52@yahoo.com

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

تمہید:

قباء مدینہ کے مضافات میں واقع ایک گاؤں ہے، جو اسلامی تاریخ میں اپنی ثقافت، مذہب اور تاریخ کے حوالے سے ایک اہم مقام رکھتا ہے۔اس بستی کی اہمیت اس لحاظ سے بھی واضح ہوتی ہے کہ ہجرت کے بعد نبی اکرم ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف سفر کرتے ہوئے سب سے پہلے اسی بستی میں قیام فرمایا۔قباء کا قیام محض آرام یا عارضی پناہ کے لیے نہیں تھا، بلکہ یہ ایک حکمت عملی پر مبنی قدم تھا، جس کا مقصد مسلمانوں کے باہمی تعلقات کو مضبوط بنانا اور ایک منظم اسلامی معاشرہ قائم کرنا تھا۔قباء کے باشندے، جن کا تعلق زیادہ تر بنو عمرو بن عوف قبیلے سے تھا جو اوس قبیلے کی ایک شاخ تھی، نبی کریم ﷺ کے ابتدائی حامیوں میں سے تھے۔آپ ﷺ کی قباء آمد سے پہلے ان کی اکثریت اسلام قبول کر چکی تھی۔اسلام سے پہلے، یہ علاقہ مختلف قبائل کا مسکن تھا، جن میں عرب اور یہودی دونوں شامل تھے، جو مختلف مذاہب جیسے بت پرستی، یہودیت اور عیسائیت پر عمل پیرا تھے۔یہ مطالعہ قباء کی جغرافیائی حیثیت، اس میں آباد مختلف قبائل، ان کے باہمی تعلقات، مذاہب، ثقافتی روایات، قلعہ بند طرزِ زندگی، ادبی ذوق، بازاروں، اور طرزِ تعمیر جیسے مختلف پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے۔قباء کی تاریخ نہ صرف نبی ﷺ کی ہجرت کے ابتدائی دنوں کی داستان ہے، بلکہ یہ مقام مسلمانوں کے لیے اتحاد، ایمان اور روحانیت کا ایک اہم سنگِ میل بھی ہے۔

سابقہ کام کا جائزہ:

کتب سیرت و تاریخ میں نبی کریم ﷺ کی ہجرت کے بعد قباء میں قیام کا ذکر تو ملتا ہے لیکن ان کتب میں قباء کی تاریخ اور اس کی تہذیب و ثقافت کے بارے میں مفصل معلومات نہیں ملتی۔اس موضوع پر سابقہ کام کا جائزہ لیا جائے تو مندرجہ ذیل کام نظر آتا ہے۔

1۔اس میں ایک مقالہ عمران مسجد قباء في صدر الإسلام[1] کے نام سے ہے۔جس میں نبی اکرم ﷺ کے قباء میں قیام کے دوران مسجد قباء کی تعمیر اور بعد ازاں عہد خلافت راشدہ اور عہد بنو امیہ میں اس کی تعمیر اور توسیع کا ذکر کیا گیا ہے۔

2۔اسی طرح ایک مقالہ طریق هجرة الرسول ﷺ من قباء إلى المدينة المنورة[2] ہے۔اس مقالہ میں نبی کریم ﷺ نے ہجرت کے بعد قباء سے مدینہ جانے کے لئے جو راستہ اختیار کیا تھا اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

3۔مسجد قباء کی اہمیت کے حوالے سے ایک کتاب حسن النبا في فضل مسجد قباء[3] ہے۔اس کتاب میں مسجد قباء میں نماز پڑھنے کی فضیلت کا ذکر کیا گیا ہے، نیز مسجد قباء کی تعمیر اور نبی کریم ﷺ قباء کی طرف آنے جانے کے لئے جو راستہ اختیار کرتے تھے اس کا ذکر کیا گیا ہے۔

4. Quba’ Mosque in the Works of Early Muslim Visitors and Scholars[4].

1الحمد، زید فائز، "**عمران مسجد قباءفی صدر الاسلام**"(افاق الثقافة والتراث،52/13، جنوری2006ء)، ص114۔

2شعبان، احمدمحمد، "**طریق هجرة الرسولﷺ من قباء الی المدینة المنورة**" (مرکزبحوث ودراسات مدینة منورة 1/8، مارچ 2004)، ص90۔

3الملکی، محمد علی بن علان، **حسن النبأ فی فضل مسجد قبا**، (صنعاء: مرکزعبادی للدراسات والنشر،2007ء)، ص1۔

4 Omer,Spahic,“Quba’ Mosque in the works of Early Muslim Visitors and Scholars”, *Journal of Islam in Asia*21/01,June 2024,109.

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

اس مقالے میں مسجد قباء کی تاریخ اور مذہبی اہمیت کا ذکر کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ مسلمان مؤرخین اور سیاحوں اور علماء نے مسجد کی زیارت کے دوران اس کے فن تعمیر کے حوالے سے جو آراء ظاہر کی ہیں ان کا ذکر کیا گیا ہے۔

اوپر بیان کردہ سابقہ کام کا جائزہ لیا جائے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ زیادہ تر کام صرف مسجد قباء کی تعمیر اور اہمیت کے حوالے سے کیا گیا ہے۔جبکہ مقالہ ہذا میں ان تمام معلومات سے قطع نظر قباء کی بستی کی تاریخ اور اہل قباء کی ثقافت اور طرز تعمیر کا جائزہ لیا گیا ہے۔

قباء کا تعارف:

بعد از ہجرت مدینہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے سب سے پہلے قباء نام کی ایک بستی میں پڑاؤ کیا تھا۔اس بستی کا نام قباء اس لئے رکھا گیا کہ کہا جاتا ہے کہ اس بستی میں ایک یہودی کا ایک اطم[1] تھا،اسی اطم میں ثوبہ بن حسین بن السائب بن ابی لبابہ کا گھر تھا،جس میں ایک کنواں تھا،جو قباء کہلاتا تھا۔اس کا پرانا نام قُبار تھا[2]۔اسی وجہ سے یہ بستی قباء کے نام سے مشہور ہوئی۔قباء مدینہ کے جنوب مغرب میں آباد تھی[3]۔جب نبی کریم ﷺ ہجرت کے بعد مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ نے سب سے پہلے اسی بستی میں قیام فرمایا تھا۔قباء سے اُحد تک شمالاً جنوباً مسلسل یہودی محلے آباد تھے[4]۔قباء کے جنوب مغرب میں تین کلو میٹر کے فاصلے پر بنو نضیر آباد تھے[5]۔قباء کی بستی اپنے باغات کی کثرت،خوشگوار ہوا اور خوبصورتی کی وجہ سے مدینہ کی اہم نواحی بستیوں میں شمار کی جاتی ہے۔قباء کی بستی مدینۃ النبی ﷺ سے کتنے فاصلے پر تھی؟اس حوالے سے بھی مختلف آراء پائی جاتی ہیں۔علامہ سمہودیؒ کہتے ہیں کہ:علامہ مجدؒ[6] کے نزدیک قباء کا مدینہ سے فاصلہ دو میل تھا،جبکہ علامہ عیاضؒ[7] کے نزدیک اس کا فاصلہ تین میل تھا اور حافظ ابن حجرؒ[8] کے نزدیک یہ بستی مدینہ سے ایک فرسخ[9] کے فاصلے

---

1 اطم واحد ہے اور اسکی جمع اُطام ہے،اس سے مراد قلعے ہیں،خاص طور پر مدینہ کے قلعوں کے لیے اطم یا اجم کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔الحموی، شہاب الدین،**معجم البلدان** (بیروت:دار صادر،1995ء)،287/1۔

2ابن زبالة،محمدبن الحسن ، **أخبارالمدينة**، (مدينة منورة:مركزبحوث ودراسات،2003ء)،ص237۔

3 محمد اسلم ملک،"**مکہ اور مدینہ کی تاریخ**"،نقوش رسول نمبر130/2،دسمبر1982ء،ص443۔

4 حمید اللہ،محمد،**عہد نبوی کے میدان جنگ**(لاہور:مکتبہ پاکستان،1945ء)،ص29۔

5 العياشي،ابراهيم بن علي،**المدينة بين الماضي والحاضر** (مدينة منورة:المكتبة العلمية،1972ء)،ص283۔

6 محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم مجد الدین الفیروزآبادی لغت اور ادب کے اماموں میں سے ہیں۔729ھ میں شیراز میں پیدا ہوئے۔لغت،حدیث اور تفسیر میں اپنے زمانے کا حوالہ تھے۔817ھ میں زبید میں وفات پائی۔الزركلي، خير الدين بن محمود، **الإعلام**،(بيروت:دارالعلم للملايين،2002ء)،146/7۔

7 قاضی ابوالفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض الاندلسی المالکی 476ھ میں پیدا ہوئے۔آپ نے اندلس کی طرف سفر کیا،وہاں سے علم حاصل کیا۔مشہور کتاب الشفاء ہے۔آپ نے 544ھ میں مراکش میں وفات پائی۔ الذهبي،محمدبن أحمد، **سيرأعلام النبلاء**، (قاهرة:دارالحديث،2006ء)،51/15۔

8 احمد بن علی بن محمد الکنانی العسقلانی،ابن حجر 773ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ابتداء میں ادب اور شعر میں دلچسپی تھی۔پھر علم حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور علم کے حصول کے لیے یمن اور حجاز کے سفر کئے۔متعدد دفعہ مصر کے قاضی کے عہدے پر فائز ہوئے۔آپ نے 852ھ میں قاہرہ میں ہی وفات پائی۔الزرکلی،خير الدين بن محمود، **الإعلام** (بيروت:دارالعلم للملايين،2002ء)،178/1۔

9 ایک فرسخ 3 میل کے برابر ہوتا ہے۔ابن منظور،محمد بن مكرم بن علی ،**لسان العرب** (بيروت:دارصادر،1414ھ)،44/3۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

پر تھی۔ جبکہ علامہ سمہودیؒ کی اپنی پیمائش کے مطابق مسجد نبوی کے دروازے سے مسجد قباء تک یہ فاصلہ دو میل مکمل اور میل کے سات حصوں میں سے پانچ حصے بنتا ہے۔ لہٰذا ان کے نزدیک پہلی پیمائش یعنی دو میل درست ہے[1]۔ علامہ مطریؒ[2] امام مالکؒ[3] سے مروی قول ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ قباء مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے[4]۔

علامہ یاقوت الحمویؒ لکھتے ہیں کہ: "قباء کی بستی مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر ہے اور مدینہ سے مکہ کی طرف جاتے ہوئے بائیں طرف واقع ہے، جس میں پتھروں کی بنی عمارات، مسجد تقویٰ، اور میٹھے پانی کے کنویں ہیں"[5]۔ جبکہ علامہ یعقوبیؒ[6] کے نزدیک قباء مدینہ سے چھ میل کے فاصلے پر ہے اور اس میں اسلام سے قبل اوس اور خزرج کے قبائل آباد تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ پہنچنے سے قبل یہاں ہی قیام کیا تھا[7]۔ پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ کہتے ہیں کہ قباء کی بستی مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر جنوب میں ہے، جہاں نبی کریم ﷺ ہجرت کے بعد پہنچے اور کچھ ایام آرام فرمایا اور یہ بستی اب بھی موجود ہے[8]۔ مسجد قباء مسجد نبوی سے تین کلومیٹر کے فاصلے پر جنوب میں واقع ہے[9]۔ مولانا ادریس کاندھلویؒ کہتے ہیں کہ مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر ایک آبادی ہے جسے قباء کہتے ہیں[10]۔ مولانا شبلی نعمانیؒ کے نزدیک بھی قباء مدینہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے[11]۔

---

1 السمهودی، علی بن عبدالله بن احمد، **وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی ﷺ** (بیروت: دارالکتب العلمیة، 2006ء)، 130/4۔

2 محمد بن احمد بن محمد بن خلف الخزرجی الانصاری السعدی، ابو عبداللہ جمال الدین المطری 671ھ میں پیدا ہوئے۔ حدیث، فقہ اور تاریخ کے عالم تھے۔ ان کی نسبت مطریہ مصر کی طرف کی جاتی ہے۔ وہ اہل مدینہ میں سے تھے اور مدینہ کے مؤرخ تھے۔ تاریخ مدینہ کے حوالے سے ان کی مشہور کتاب التعریف بما آنست الھجرۃ من معالم دار الھجرۃ ہے۔ 741ھ میں مدینہ میں ہی وفات پائی۔ الزرکلی، محمود بن محمد بن علی، **الإعلام** (بیروت: دارالعلم للملایین، 2002ء)، 326/5۔

3 مالک بن انس بن مالک بن ابی عمرو بن الحارث بن غیمان 93ھ میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کی کنیت ابو عبداللہ اور لقب امام دارالہجرہ ہے۔ فقہ مالکیہ کے بانی ہیں۔ آپ محدث اور فقیہ تھے۔ بادشاہوں اور امراء سے دور رہتے تھے۔ خلیفہ وقت کی حکم عدولی پر آپ نے کوڑے کھائے جس سے کندھا اتر گیا۔ خلیفہ منصور کے کہنے پر حدیث کی مشہور کتاب "مؤطا" لکھی۔ آپ نے 179ھ میں وفات پائی۔ ابن سعد، محمد، **الطبقات الکبریٰ** (بیروت: دارالکتب العلمیة، 1990ء)، 465/5-469۔

4 مطری، محمد بن احمد، **التعریف بما أنست الهجرة من معالم دار الهجرة**، ریاض، ادارۃ الملک عبدالعزیز، 2005ء، ص 132۔

5 الحموی، شهاب الدین ابو عبدالله یاقوت، **معجم البلدان** (بیروت: دارصادر، 1995ء)، 21/7۔

6 احمد بن اسحاق بن جعفر بن وہب بن واضح الیعقوبی مؤرخ اور جغرافیہ دان تھے۔ ان کے دادا خلیفہ المنصور کے آزاد کردہ غلام تھے۔ آپ نے مغرب کا سفر کیا، کافی عرصہ آرمینیا میں قیام کیا پھر ہند گئے اور اس کے علاوہ عرب ممالک کا سفر کیا۔ ان کی تاریخ وفات میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ الزرکلی، **الإعلام**، 95/1۔

7 ابن جعفر، احمد بن اسحاق، **البلدان** (بیروت: دارالکتب العلمیة، 2002ء)، ص 152۔

8 الازہری، محمد کرم شاہ، **ضیاء النبی ﷺ** (لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، 2000ء)، 561/3۔

9 العیاشی، ابراهیم بن علی، **المدینة بین الماضی والحاضر** (مدینة منورة: المکتبة العلمیة، 1972ء)، ص 249۔

10 کاندھلوی، محمد ادریس، **سیرت مصطفی ﷺ**، (کراچی: الطاف اینڈ سنز)، 397/1۔

11 شبلی، سلیمان ندوی، **سیرۃ النبی ﷺ** (لاہور: مکتبہ اسلامیہ، 2012ء)، 200/1۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

تجزیہ:

قباء اور مدینہ کے درمیان فاصلے کے حوالے سے مختلف آراء ہیں، جن میں سے زیادہ تر دو یا تین میل کے فاصلے کا ذکر کیا گیا ہے۔ علامہ مجدؒ اور علامہ سمہودیؒ کے نزدیک قباء مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ علامہ یاقوت الحمویؒ نے بھی اتنا فاصلہ ہی ذکر کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے ایک فرسخ ذکر کیا ہے۔ صرف علامہ یعقوبیؒ نے یہ فاصلہ چھ میل ذکر کیا ہے۔ قاضی عیاضؒ نے اس کا فاصلہ تین میل ذکر کیا ہے۔ علامہ مطریؒ نے امام مالکؒ کا جو قول ذکر کیا ہے اس کے مطابق بھی قباء کا مدینہ سے فاصلہ تین میل ہے۔

لیکن اب جب مدینہ کا اطلاق اس سارے علاقے پر ہوتا ہے، جس میں یہ بستیاں موجود ہیں تو اس وقت مسجد قباء مسجد نبوی سے تقریباً ساڑھے چار کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے، جس میں پیدل یہ فاصلہ طے کرنے میں پچاس منٹ لگتے ہیں، جبکہ بس کے ذریعے یہ فاصلہ پینتیس منٹ اور کار کے ذریعے یہ فاصلہ طے کرنے میں دس منٹ لگتے ہیں [1]۔ ایک میل 1760 گز کا فاصلہ بنتا ہے [2]۔ ایک کلو میٹر 1100 گز کا فاصلہ بنتا ہے [3]۔ اس طرح تین میل میں 5280 گز کا فاصلہ بنتا ہے۔ موجودہ فاصلہ ساڑھے چار کلو میٹر میں تقریباً 4500 گز کا فاصلہ بنتا ہے۔ اس لئے تین میل کے فاصلے والا قول ہی قابل ترجیح ہے۔

قباء میں رہنے والے قبائل اور ان کی منازل:

قبل از اسلام، اہل قباء کا علاقہ مختلف قبائل اور مذاہب کا مرکز تھا اور یہاں مختلف عرب اور یہودی قبائل آباد تھے۔ ان قبائل کے درمیان اکثر حالات میں اتحاد اور دشمنی دونوں رہتے تھے اور اسلام سے پہلے ان قبائل کے لوگ مختلف مذہبی عقائد رکھتے تھے۔ قباء میں رہنے والے قبائل میں سے سب سے بڑا قبیلہ بنو عمرو بن عوف کا تھا، جو قبیلہ اوس کی ایک شاخ تھی، لیکن اس کے علاوہ بھی کچھ قبائل آباد تھے۔

1. بنو عمرو بن عوف بن مالک بن اوس:

قبیلہ اوس میں سے بنو عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کی اولاد قباء میں آباد تھی۔ حضرت سھل بن ساعدی [4] سے روایت ہے کہ:

---

1 گوگل میپ، رسائی: 15 جنوری 2025، https://maps.app.goo.gl/uw95Z4tgs6hiJ2WZ7

2 فیروزالدین، "م-ی"، **فیروز اللغات** (کراچی، فیروز سنز، 2012)، ص 1396۔

3 فیروز، "ک-ل"، ص 1080۔

4 سہل بن سعد بن مالک بن خالد بن ثعلبہ بن حارثہ بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن الخزرج الانصاری الساعدی، صحابی رسول ﷺ تھے۔ نبی کریم ﷺ کے وصال کے وقت ان کی عمر 15 برس تھی۔ انہوں نے طویل عمر پائی اور حجاج بن یوسف کا زمانہ بھی دیکھا۔ کہا جاتا ہے کہ وہ مدینہ میں رسول اللہ ﷺ کے باقی رہنے والے صحابہ میں سے آخری ہیں۔ ابن الاثیر، علی بن ابو الکرم، **أسد الغابة في معرفة الصحابة** (بیروت: دارالفکر، 1989ء)، 2/320۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

"أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ إِلَى بَنِي عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ"[1]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ بنو عمرو بن عوف کے پاس گئے تاکہ ان کے درمیان صلح کریں۔

اس حدیث کی شرح میں عمرو بن عوف کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ عینیؒ[2] فرماتے ہیں:

"هم: من ولد مَالك بن الْأَوْس، وَكَانُوا بقباء، والأوس أحد قبيلتي الْأَنْصَار، وهما: الْأَوْس والخزرج، وَبَنُو عَمْرو بن عَوْف بطن كثير من الْأَوْس فِيهِ عدَّة أَحيَاء مِنْهُم: بَنو أُميَّة بن زيد، وَبَنُو ضبيعة بن زيد، وَبَنُو ثَعْلَبَة ابْن عَمْرو بن عَوْف"[3]۔

ترجمہ: بنو عمرو بن عوف مالک بن اوس کی اولاد میں سے ہیں اور قباء کے رہنے والے تھے۔ اوس انصار کا ایک قبیلہ تھا۔ انصار سے مراد اوس اور خزرج ہیں۔ بنو عمرو بن عوف کے بہت سے خاندان تھے، جس کے کثیر تعداد میں قبیلے تھے، جن میں امیہ بن زید، بنو ضبیعہ بن زید، اور بنو ثعلبہ بن عمرو بن عوف شامل ہیں۔

امام ابن کثیرؒ[4] کہتے ہیں کہ قباء بنو عمرو بن عوف کا مسکن تھا[5]۔ علامہ ابن قتیبہؒ[6] اوس بن حارثہ کا نسب ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اوس کا بیٹا مالک تھا اور مالک سے ہی اوس کے خاندان اور مختلف شاخیں نکلیں۔ مالک کے بیٹوں میں سے ایک عوف بن مالک ہے۔ عوف کی اولاد میں بنو عمرو بن عوف ہیں جو کہ قباء میں رہتے تھے[7]۔ حافظ ابن حجرؒ اہلِ قباء کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ بنو عمرو بن عوف ہیں[8]۔ ان روایات سے واضح ہوتا ہے کہ قباء میں بنو عمرو بن عوف آباد تھے۔

عوف بن مالک بن اوس کے دو بیٹے تھے؛ عمرو بن عوف اور حارث بن عوف۔ عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کے بیٹے تھے؛

---

1 البخاری، محمد بن اسماعیل ،**الجامع الصحيح**، کتاب الصلوة، باب: من دخل ليؤم الناس (بیروت: دارطوق النجاة، 1422ھ) رقم: 1، 137/684۔

2 محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد، بدر الدین العینی 762ھ میں عینتاب میں پیدا ہوئے، اسی نسبت سے عینی کہلاتے ہیں۔ آپ کا شمار کبار محدثین میں ہوتا ہے۔ مؤرخ بھی ہیں۔ 855ھ میں آپ نے قاہرہ میں وفات پائی۔ الزركلی، محمود بن محمد بن علی، **الإعلام**، (بیروت: دارالعلم للملایین، 2002ء)، 163/7۔

3 عینی، محمود بن احمد ،**عمدة القاری شرح صحيح البخاری**، کتاب الاذان، باب :من دخل ليؤم الناس، (بیروت، دارالکتب العلمية، 2001ء)، 209/5۔

4 ابوالفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضو بن درع 701ھ میں بصرہ کی ایک بستی میں پیدا ہوئے۔ آپ مفسر، مؤرخ اور فقیہ تھے۔ پھر آپ دمشق منتقل ہوگئے اور وہاں ہی 774ھ میں وفات پائی۔ الزرکلی، **الإعلام**، 320/1۔

5 ابن كثير، اسماعيل بن عمر، **السيرة النبوية**، (بیروت: دارالمعرفة للطباعة والنشر والتوزيع، 1976ء)، 292/2۔

6 احمد بن عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ البغدادی، مصر کے قاضی القضاۃ تھے۔ اپنے والد کی تمام کتب حفظ کر رکھی تھیں۔ 322ھ میں مصر میں وفات پائی۔ الذهبي، محمد بن احمد، **سير أعلام النبلاء**، (قاهرة: دارالحديث، 2006ء)، 345/11۔

7 ابن قتيبة، عبدالله بن مسلم ،**المعارف**، (قاهرة: هيئة المصرية العامة، 1992ء)، ص110۔

8 ابن حجر، احمد بن علی، **فتح الباری شرح صحيح البخاری**، باب: ماجاء فی القبلة (بیروت: دارالمعرفة، 1379ھ)، 506/1۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

عوف، حبیب اور لوازن[1]۔ علامہ ابن ہشام الکلبیؒ[2] نے عمرو بن عوف کے تین بیٹے ذکر کئے ہیں، جبکہ علامہ ابن حزمؒ[3] نے عمرو بن عوف کے پانچ بیٹے ذکر کئے ہیں، جن میں عوف، ثعلبہ، وائل، حبیب اور لوازن شامل ہیں[4]۔ خلیفہ خیاطؒ[5] نے بھی پانچ بیٹوں کا ذکر کیا ہے، جن میں عوف، ثعلب، وائل اور لوازن یہ نام تو وہ ہی ہیں، جو علامہ ابن حزمؒ نے ذکر کئے ہیں، جبکہ پانچویں کا نام جشم ذکر کیا ہے[6]۔

2. اولادِ عمرو بن عوف:

عمرو بن عوف کے پانچ بیٹے تھے عوف بن عمرو، حبیب بن عمرو، وائل بن عمرو، لوازن بن عمرو اور ثعلبہ یا جُشم بن عمرو یہ سب قباء میں آباد تھے۔ ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1. بنو عوف بن عمرو بن عوف:

عوف بن عمرو کے بیٹے تھے مالک، کلفہ اور حنش۔ مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کی اولاد میں زید، عزیز اور معاویہ تھے، لیکن عزیز اور معاویہ دونوں قباء میں نہیں رہتے تھے۔ زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف کی اولاد میں سے ضبیعہ، امیہ اور عبید تھے۔ ضبیعہ بن زید کی اولاد میں امۃ، عطاف اور زید تھے[7]۔

علامہ سمہودیؒ کہتے ہیں کہ بنو عمرو بن عوف قباء میں ٹھہرے اور یہاں انہوں نے سفیان بن حارث کے گھر کے پاس احجار المراء اور بنی الموالی کی مجلس کے درمیان "الشنیف" نامی قلعہ بنایا، یہ قلعہ بنو ضبیعہ زید بن مالک کا تھا[8]۔ ان ہی میں بنو ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف تھے، جن میں سے کلثوم بن الہدم کا قلعہ عبداللہ بن احمد کے گھروں میں تھا[9]۔ اس عبارت میں ذکر کئے

---

1 الکلبی، ہشام بن محمد، **نسب معد و الیمن الکبیر**، (بیروت:عالم الکتاب،1988ء)، 365/1۔

2 ابو المنذر ہشام بن الاخباری الباہر محمد بن سائب بن بشر الکلبی 204ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ ماہر انساب تھے اور مؤرخ تھے۔ مشہور کتاب الجمھرۃ فی النسب ہے۔الذھبي، محمد بن احمد، **سير أعلام النبلاء**، (قاھرۃ:دارالحدیث،2006ء)، 281/8۔

3 علی بن احمد بن سعید بن حزم الظاہری 384ھ میں قرطبہ میں پیدا ہوئے۔ وزارت چھوڑ کر خود کو تصنیف و تالیف کے لئے وقف کر دیا۔ اندلس کے عالم رہے۔ 456ھ میں آپ نے وفات پائی۔الزرکلی، محمود بن محمد بن علی، **الإعلام**، (بیروت: دارالعلم للملایین،2002ء)، 4/254۔

4 ابن حزم، محمد علی بن احمد ،**جمهرة الأنساب العرب**، (قاهرة: دارالمعارف)،ص332۔

5 ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن ابو ھبیرہ خلیفہ بن خیاط الشیبانی العصفری البصری محدث اور مؤرخ تھے۔ ان سے امام بخاری نے بھی اپنی صحیح اور تاریخ کی کتاب میں روایت کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل بھی ان کے شاگردوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ماہ رمضان 230ھ میں وفات پائی۔ابن خلکان، احمد بن محمد بن ابراهيم ،**وفيات الأعيان وأنباءالزمان** ، (بیروت:دارصادر)،1900ء،244/2۔

6 ابن خیاط، خلیفة بن خیاط بن خلیفة ،**طبقات خلیفة بن خیاط**، (بیروت:دارالفکر للطباعة والنشر والتوزیع،1993ء)، ص152۔

7 الکلبی،**نسب معد والیمن الکبیر**،365/1۔

8 السمهودی، علی بن عبدالله بن احمد،**وفاء الوفاءباخباردارالمصطفیٰ ﷺ**،(بیروت:دارالکتب العلمیة،2006ء)،154/1۔

9 السمهودی،**وفاءالوفاءباخباردارالمصطفیٰ ﷺ**،154/1۔

Al Başīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

گئے مقامات الشنیف، اجار المراء اور مجلس بنو الموالی ہی دراصل بنو عمرو بن عوف کی عام رہائش گاہیں تھیں۔[1] اجار المراء اور مجلس موالی کے درمیان جہاں الشنیف قلعہ تھا، اب یہ الشدقہ کے نام سے معروف جگہ ہے، جو کہ بئر خاتم کے جنوب میں اور بئر عباسیہ کے مشرق میں ہے[2]۔ عوف بن عمرو بن عوف کے ایک بیٹے حنش کی اولاد یعنی بنو حنش، بنو ضبیعہ بن زید میں ہی شامل ہو گئے تھے[3]۔

عوف بن عمرو بن عوف بن مالک کے ایک اور بیٹے کا نام کلفہ تھا۔ کلفہ بن عوف کے بیٹے کا نام جحجبا بن کلفہ تھا۔ جحجبا[4] کی اولاد میں حریش، مجدعہ، اصرم، کعب، عمرو اور عامر شامل ہیں[5]۔ بنو جحجبا بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس بھی قباء میں رہتے تھے۔ لیکن پھر بنو عمرو بن عوف کے بھائی رفاعہ بن عبد المنذر اور غنم کو قتل کرنے پر یہ قباء سے نکل کر مسجد قباء کے مغرب میں "العصبہ[6]" میں جا کر آباد ہو گئے۔ جہاں احیحہ بن الجلاح[7] نے "الضحیان" نامی ایک قلعہ بنایا تھا۔ اس کے علاوہ انہوں نے اور بنو مجدعہ نے مل کر "الجحیم" نامی قلعہ بنایا تھا[8]۔ بنو عمرو بن عوف کے گھروں میں احیحہ بن الجلاح کے قلعے بھی شامل تھے، جس کا مطلب ہے کہ العصبہ بھی قباء میں شامل ہے اور بنو جحجبا اور یہود بھی شامل ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ بنو نضیر کے یہودی ہوں، کیونکہ بنو نضیر قباء کے جنوب مغرب میں آباد تھے[9]۔ مسجد قباء کے مغرب میں جتنے بھی باغات ہیں، جہاں وادی رانونا بہتی ہے یہ ساری جگہ العصبہ ہے[10]۔

عصبہ قباء کے مغرب میں واقع ایک جگہ تھی۔ لیکن اس میں اور قباء میں زیادہ فاصلہ نہیں تھا، بلکہ عصبہ قباء کا ہی حصہ یا محلہ

---

1 العیاشی، ابراهیم بن علی، **المدینة بین الماضی والحاضر**، (مدینة منورة: المکتبة العلمیة، 1972ء)، ص277۔

2 العیاشی، ابراهیم بن علی، **المدینة بین الماضی والحاضر**، 1972ء، ص278۔

3 ابن حزم، علی بن احمد بن سعید، **جمهرة الأنساب العرب**، ص332۔

4 جحجبا، کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف کے بیٹے تھے۔ ان کا تعلق بنو عمرو بن عوف سے ہے۔ یہ قباء میں رہائش پذیر تھے۔ ان کی نسل میں احیحہ بن الجلاح تھے، جو قبیلہ اوس کے بہت بڑے سردار اور قلعوں کے مالک تھے۔ کلبی، ہشام بن محمد بن السائب، **نسب معد والیمن الکبیر** (بیروت: عالم الکتاب، مکتبة النهضة العربیة، 1988ء)، 371/1۔

5 ابن حزم، **جمهرة الأنساب العرب**، ص335۔

6 یہ مسجد قباء کے مغرب میں تھا، جس میں کھیت اور کنویں کثرت سے موجود تھے۔ یہاں قبیلہ اوس کے خاندان بنو جحجبا بن کلفہ کے گھرانے آباد تھے۔ مطری، جمال الدین محمد بن احمد، **التعریف بما أنست الهجرة من معالم دار الهجرة** (ریاض: دار الملک عبد العزیز، 2005ء)، ص217۔

7 احیحہ بن الجلاح بن الحریش الاوسی جاہلیت میں قبیلہ اوس کا سردار تھا اور ان کا شاعر بھی تھا۔ المستظل اور الضحیان نامی قلعوں کا مالک تھا، اس کے علاوہ بھی کھیتوں اور باغات کا مالک تھا۔ الزرکلی، محمود بن محمد بن علی، **الإعلام**، (بیروت: دار العلم لملایین، 2002ء)، 277/1۔

8 السمهودي، علی بن عبد اللہ، **وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ ﷺ**، 154/1۔

9 العیاشی، **المدینة بین الماضی والحاضر**، ص273۔

10 انصاری، عبد القدوس، **آثار المدینة** (مدینة منورة: المکتبة السلفیة، 1973ء)، ص73۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

تھا۔ کیونکہ امام بخاریؒ[1] کی روایت جس میں اولین مہاجرین کا قباء میں آمد اور نماز کی ادائیگی کا ذکر ہے، اس میں عصبہ کو موضعٌ بِقُبَاءٍ یعنی قباء کے اندر ہی ایک مقام یا جگہ کہا گیا ہے۔[2] اس روایت سے بھی یہ واضح ہوتا ہے کہ العصبہ قباء کا ہی ایک حصہ تھا اور بنو جحجبا اہلِ قباء کا ایک بہت بڑا حصہ تھے۔

2. بنو لوازن بن عمرو بن عوف:

بنو لوازن کو زمانہ جاہلیت میں بنو الصماء بلایا جاتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ان کا نام بنو السمیعہ رکھا[3]۔ علامہ ابن زبالہ کے بقول یہ زقاق رکیح میں آباد ہوئے تھے، جہاں انہوں نے السعدان نامی قلعہ بنایا تھا اور یہ الربع میں ہے[4]۔ علامہ سمہودی کہتے ہیں کہ ہو سکتا ہے الربع سے مراد وہ مشہور باغ ہو جسے آج کل الربعی کہتے ہیں[5]۔

ان دو کے علاوہ عمرو بن عوف کے باقی بیٹے بھی قباء میں آباد تھے۔ عوف بن مالک کے دوسرے بیٹے حارث بن مالک کی اولاد بھی عمرو بن مالک کی ایک شاخ بنو زید میں شامل ہو گئی تھی۔ اس طرح حارث بن عوف بھی عمرو بن عوف کا ہی ایک حصہ بن گئے تھے۔ اس لئے مجموعی طور پر قباء میں اولاد تو عوف بن مالک کی تھی لیکن وہ بنو عمرو بن عوف کہلائے جاتے ہیں۔ بنو عمرو بن عوف کے علاوہ درج ذیل قبائل قباء میں رہتے تھے۔

3. بنو سلم:

یہ امراء القیس بن مالک بن اوس کی اولاد میں سے تھے۔ پہلے یہ اپنے بھائی بنو واقف کے ساتھ مسجد فضیح کے قریب آباد تھے۔ پھر سلم اور واقف میں جھگڑا ہوا تو سلم وہاں سے نکل کر قباء میں بنو عمرو بن عوف کے ہاں آباد ہو گیا اور اس کی اولاد بھی وہاں ہی رہی۔ ان کا ایک قلعہ مسجد قباء کی مشرقی جانب تھا[6]۔

4. بنو انیف:

قباء میں عربوں کا ایک قبیلہ بنو انیف بھی تھا، جو اوس اور خزرج سے پہلے یہودیوں کے ساتھ وہاں آباد تھا۔ یہ بلی کا ایک قبیلہ تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ عمالقہ میں سے تھے اور ان کا ایک قلعہ الاجش قباء میں لاوہ نامی کنویں کے پاس تھا۔ اس کے علاوہ ان کے القائم اور الماثہ دو قلعے عذق نامی کنویں کے پاس تھے۔ اس کے علاوہ یہودیوں کے قبائل بنو قصیص اور بنو ناغصہ بھی بنو انیف

---

1 محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن المغیرہ بن بزذزبہ 194ھ میں بخارا میں پیدا ہوئے۔ آپ محدث اور مورخ تھے۔ حدیث کی مشہور کتاب الصحیح البخاری آپ کی تصنیف ہے۔ اس میں آپ نے صحیح احادیث کا اہتمام کیا۔ 256ھ میں سمرقند میں وفات پائی۔ الذہبی، محمد بن احمد، سیر أعلام النبلاء، (قاہرہ: دارالحدیث، 2006ء)، 79/10-119۔

2 البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب الاذان، باب: امامة العبد والمولی، 1422ھ، 140/1۔

3 ابن حزم، علی بن احمد بن سعید، **جمهرة الأنساب العرب**، ص332۔

4 ابن زبالة، محمد بن الحسن، **أخبار المدينة**، 2003ء، ص175۔

5 السمهودي، علی بن عبدالله، **وفاءالوفاءباخباردارالمصطفیﷺ**، 2006ء، 155/1۔

6 السمهودي، علی بن عبدالله، **وفاءالوفاءباخباردارالمصطفیﷺ**، 156/1۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

کے ساتھ قباء میں آباد تھے[1]۔ڈاکٹر ابراھیم العیاشیؒ کہتے ہیں کہ اگر اس بات کو مان لیا جائے کہ بنوانیف بنوبلی کا ایک قبیلہ تھا یا یہ عمالقہ میں سے تھے تو اس کا مطلب ہے کہ عمالقہ تو بہت پہلے سے وہاں آباد تھے اور پھر بنو عمرو بن عوف ان ہی کی جگہ پر آباد ہوئے تھے[2]۔علامہ سمہودیؒ کے مطابق بنوانیف، بنو عمرو بن عوف کے حلیف تھے اور وہ علامہ ابن زبالہؒ کے حوالے سے بتاتے ہیں کہ ان کے گھر قباء میں القائم[3] نامی جگہ پر تھے اور یہ مسجد قباء کے جنوب مغرب میں اور عذق نامی کنویں کے پاس تھے اور یہ جگہ قباء کے نام سے مشہور ہے[4]۔ جبکہ علامہ مطریؒ کے مطابق بنوأنیف کے گھر بنو عمرو بن عوف اور العصبہ کے درمیان تھے[5]۔

علامہ ابن زبالہؒ کے مطابق قباء میں بنو نضیر کے ایک یہودی کا ایک قلعہ عاصم تھا اور اس میں ثوبہ بن حسین بن سائب بن ابی لبابہ کے گھر میں قباء نام کا ایک کنواں تھا[6]۔ڈاکٹر ابراھیم العیاشیؒ کہتے ہیں کہ القائم کے مشرق میں بہت سے قلعوں کے آثار ہیں ہو سکتا ہے عاصم کا قلعہ ان میں ہی شامل ہو۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ القائم ہی قباء کا کنواں ہو۔ان کے نزدیک اگر القائم نامی اطم بنو انیف کا تھا تو پھر القائم ہی قباء ہے۔اور بنوانیف کی جگہ پر بنو عمرو بن عوف ان کے ساتھ ہی رہتے تھے۔القائم اور القویم ہی قباء اور دارِ ثوبہ بن حسین ہیں اور یہ جگہیں بنوانیف کی ہی تھیں[7]۔ قباء کا علاقہ ایک خلیج کی طرح ہے جو حرہ میں پھیلی ہوئی ہے۔ مسجد قباء کے جنوب مغرب میں بئر خاتم سے لے کر القائم اور القویم تک جنوب کی طرف، اسی سمت میں جنوب سے مغرب تک العصبہ کا علاقہ ہے۔ یہ ہی تمام جگہ بنو عمرو بن عوف کی منازل تھیں ان میں ہی بنو جحجبا بھی تھے، بنوبلی، بنوانیف بھی تھے اور ان قبائل کے یہودی اور منافقین بھی ان میں شامل تھے[8]۔

بنوانیف عربوں کا ایک قبیلہ تھا اور یہ بنوبلی کا ایک حصہ تھے۔ یہ قبیلہ اوس اور خزرج کی مدینہ آمد سے قبل وہاں آباد تھا۔اس کے ساتھ بنو قصیص اور بنو ناغصہ بھی قباء میں آباد تھے۔علامہ سمہودیؒ نے بھی اپنی کتاب میں القائم نامی جگہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ بنوانیف کی زمین تھی اور مسجد قباء کے جنوب مغرب میں واقع تھی۔ بنوانیف بنو عمرو بن عوف کے حلیف تھے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ عمرو بن عوف کی اولاد بنوانیف کے ساتھ ہی قباء میں آباد ہوئی تھی۔ علامہ ابن زبالہؒ نے قباء میں جس کنویں کا ذکر کیا ہے ڈاکٹر العیاشیؒ نے اس کا نام القائم ذکر کیا ہے۔ یہاں علامہ ابن زبالہؒ کی رائے قابل ترجیح ہے کہ اس کنویں کا نام قباء تھا تبھی اس جگہ کا نام بھی قباء ہی رکھا گیا۔ قباء کے علاقے میں العصبہ بھی شامل تھا اور اسی جگہ بنو عمرو بن

---

1 ابن زبالة، محمد بن الحسن، **أخبار المدينة**،ص169۔

2 العیاشی، ابراهيم بن علی، **المدينة بين الماضی والحاضر**،1972ء،ص261۔

3 بنو انیف کی زمین تھی یہ۔ قباء میں قبلہ کے مغرب کی طرف یہ جگہ ہے۔ السمهودي، على بن عبدالله، **وفاءالوفاءباخباردارالمصطفیٰ ﷺ**،2006ء،129/4۔

4 السمهودي، على بن عبدالله، **وفاءالوفاءباخباردارالمصطفیٰ ﷺ**،155/1۔

5 مطری، جمال الدين، محمد بن احمد، **التعريف بما أنست الهجرة من معالم دار الهجرة**،2005ء،ص217۔

6 ابن زبالة، محمد بن الحسن، **أخبار المدينة**،2003ء،ص169۔

7 العیاشی، ابراهيم بن علی، **المدينة بين الماضی والحاضر**،1972ء،ص279۔

8 العیاشی، ابراهيم بن علی، **المدينة بين الماضی والحاضر**،ص273۔

OPEN ACCESS **Al Baṣīrah**, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

عوف، بنو جحجبا، بنو بلی، بنو انیف وغیرہ آباد تھے۔

قبل از اسلام اہل قباء کے مذاہب:

رسول اللہ ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو یہاں کے حالات معاشرتی، معاشی اور مذہبی لحاظ سے مکہ سے خاصے مختلف تھے۔ اہل مکہ کی اکثریت بت پرست تھی جبکہ مدینہ کے علاقے میں رہنے والے قبائل مختلف مذہبی اعتقادات رکھتے تھے۔ جن میں یہودیت، عیسائیت اور بت پرستی شامل تھی۔ اہل قباء کے مذاہب کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1. بت پرستی:

عمرو بن عامر بن لحہ پہلا شخص تھا، جس نے دین اسماعیلؑ کو تبدیل کیا اور عربوں کو بتوں کی پوجا کی طرف بلایا[1]۔ یہ کسی کام کی غرض سے مکہ سے شام کی طرف گیا، پر نصب نے عمالقہ کو بتوں کی پوجا کرتے ہوئے دیکھا۔ اس کے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ ہم ان کی عبادت کرتے اور ان سے مدد مانگتے ہیں۔ اس کے مانگنے پر انہوں نے ایک بت اس کو دیا جسے ہبل کہا جاتا تھا۔ وہ مکہ آیا تو اس نے لوگوں کو اس کی عبادت اور تعظیم کرنے کا حکم دیا[2]۔ مکہ کی طرح مدینہ میں بھی اوس اور خزرج کے لوگ بت پرست تھے اور منات نامی بت کی پوجا کرتے تھے۔ ان سے زیادہ کوئی اس کی پوجا نہیں کرتا تھا۔ یہ بت مدینہ سے سات میل کے فاصلے پر قدید میں ساحلِ سمندر پر ایک پہاڑی مشلل پر نصب تھا۔ سب سے پہلے اسے عمرو ابن لحہ نے نصب کیا تھا۔ اوس اور خزرج کی یہ رسم تھی کہ وہ حج کے موقع پر حلق نہیں کرواتے تھے بلکہ واپسی پر اس منات کے بت کے پاس ہی حلق کرواتے تھے[3]۔

مدینہ کی دیگر بستیوں کی طرح قباء میں بھی بتوں کی پوجا کی جاتی تھی۔ حضرت علیؓ جب مکہ سے ہجرت کر کے قباء میں تشریف لائے تو آپ ایک مسلمان خاتون کے ہاں ٹھہرے۔ آپ نے دیکھا کہ آدھی رات کو وہ خاتون باہر جاتی ہے اور کوئی شخص اسے کچھ لا کر دیتا ہے۔ آپ کو اس کی طرف سے کچھ شبہ محسوس ہوا تو اس خاتون سے سارا معاملہ دریافت کیا۔ اس نے بتایا کہ یہ حضرت سہلؓ بن حنیف[4] ہیں، ان کو معلوم ہے کہ میرا کوئی نہیں اس لئے یہ رات کو اپنی قوم کے بت مجھے توڑ کر لا دیتے ہیں تاکہ میں انہیں ایندھن کی طرح جلاؤں[5]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ قباء کے ہاں بت پرستی کا رواج تھا۔

2. یہودیت:

مدینہ منورہ میں یہودی آبادی خاصے قدیم زمانے سے رہ رہی تھی اور عربوں کے ساتھ رہتے رہتے ان کے نام اور گھریلو زبان بھی عربی ہو گئی تھی عربوں کی طرح یہ بھی قبائل کی شکل میں رہتے تھے اور عربوں کے حلیف بھی تھے اور ان کے شانہ بشانہ

---

1 ابن حزم، علی بن احمد بن سعید، **جمهرة الأنساب العرب**، ص235۔

2 ابن ہشام، عبدالملک ، **السيرة النبوية لابن هشام**، (مصر:مکتبۃ مصطفیٰ البابی الحلبی،1955ء)،77/1۔

3 الکلبی، هشام بن محمد، **كتاب الأصنام**، (قاهرة:دارالکتب المصرية،1924ء)،ص13۔

4 سہل بن حنیف بن واہب بن العکیم بن ثعلبہ بن حارث بن مجدعہ بن عمرو بن حنش بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس، یہ بھی بدری صحابی تھے۔ کہا جاتا ہے کہ مواخات کے موقع پر نبی کریم ﷺ نے ان کو حضرت علی کا بھائی بنایا تھا۔ جنگ جمل کے بعد ان کو حضرت علی نے بصرہ کا گورنر بنایا تھا۔ انہوں نے 38ھ میں وفات پائی۔ ابن حجر، احمد بن محمد بن علی، **الإصابة في تمييز الصحابة**، (بیروت: دارالکتب العلمیة،1415ھ)،166/3۔

5 الطبری، محمد بن جریر بن یزید، **تاريخ الرسل والملوك**، (بیروت:دارالتراث،1387ھ)،382/2۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

اپنے دشمنوں سے لڑتے تھے چاہے وہ دشمن ان کا ہم مذہب ہی کیوں نہ ہو[1]۔ مدینہ میں یہودیوں نے تورات کی تعلیم کے لئے باقاعدہ درسگاہیں بنا رکھی تھیں جنہیں "المِدراس" کہا جاتا تھا۔ یہ لفظ م اور س کے کسرہ کے ساتھ مِفعال کے وزن پر ہے[2]۔ اوس اور خزرج بھی یہود کے اہلِ کتاب ہونے کی وجہ سے ان کی علمی برتری کو مانتے تھے۔ اگر ان میں سے کسی عورت کے ہاں اولاد نہ ہوتی تو وہ منت مانتی کہ اگر اس کی اولاد ہوئی اور زندہ رہی تو اسے یہودی بنائے گی[3]۔ اسی حوالے سے یہ آیت نازل ہوئی:

﴿لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ﴾[4]

ترجمہ: دین میں کوئی زبردستی نہیں ہے۔

امام طبریؒ[5] کہتے ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ آیت قوم اُنصار کے ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی، جو اپنی اولاد کو یہودی یا عیسائی بنا دیتے تھے اور جب اسلام آیا تب بھی انہیں ایسا کرنے پر مجبور کرنا چاہتے تھے تو اللہ نے اس سے منع فرمایا تاکہ وہ خود اسلام میں داخل ہونے کا انتخاب کریں[6]۔

قباء کی بستی عوالی میں تھی اور وہاں یہود کی بستیاں بھی موجود تھیں اس کے علاوہ بنو نضیر اور بنو قریظہ قبیلہ اوس کے حلیف بھی تھے اس لئے قباء میں بھی یہودیوں کا اثر و رسوخ موجود تھا۔ یہاں تک کہ قباء کا نام جس کنویں پر رکھا گیا تھا، وہ کنواں جس قلعہ میں تھا، وہ بھی قباء میں ایک یہودی کی ہی ملکیت تھا۔ یہودیوں کے دیگر قبائل اور ان کے بڑے بڑے سردار بھی قباء میں رہتے تھے۔ ان ہی میں سے ایک قردم بن عمرو تھا جو بنو عمرو بن عوف کے یہودیوں میں سے تھا اس کا ذکر ابن ہشام نے یہودیوں کی فہرست میں کیا ہے[7]۔ بنی عمرو بن عوف کی یہودیوں میں سے ایک بوڑھا شخص تھا جسے ابو عفک کہا جاتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ کی مدینہ آمد کے وقت اس کی عمر 120 برس تھی۔ وہ نبی ﷺ کی دشمنی پر لوگوں کو اکساتا تھا۔ ایک رات وہ بنی عمرو بن عوف کے صحن میں سو رہا تھا کہ حضرت سالمؓ بن عمیر نے اسے قتل کیا[8]۔ اس سے قباء میں یہودی مذہب کی موجودگی کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

---

1 حمید اللہ، محمد، **پیغمبر اسلام**، مترجم: خالد پرویز، (لاہور، بیکن بکس، 2005ء)، ص 585۔

2 عینی، محمود بن احمد، **عمدة القاری**، کتاب الجزیة، باب اخراج الیهود من جزیرة العرب، (بیروت: دارالکتب العلمیة)، 2001ء، 90/15۔

3 السهیلي، عبدالرحمٰن بن عبدالله، **الروض الأنف فی شرح السیرة النبویة لإبن هشام**، (بیروت: داراحیاءالتراث العربی، 2000ء)، 199/4۔

4 القرآن: 256/2۔

5 محمد بن جریر بن یزید بن کثیر، ابو جعفر الطبری کا تعلق طبرستان سے تھا۔ 224ھ میں پیدا ہوئے۔ اپنے زمانے کے امام اور مجتہد تھے۔ فقہ اور تفسیر کے امام تھے۔ ثقہ اور حافظ تھے۔ علم تاریخ اور علم قرات کے ماہر تھے۔ الذهبي، **سیر أعلام النبلاء**، 166/11۔

6 الطبری، محمد بن جریر، **جامع البیان فی تاویل القرآن**، (بیروت: مؤسسة الرسالة، 2000ء)، 407/5۔

7 ابن هشام، عبدالملک، **السیرة النبویة**، (مصر: مکتبة مصطفیٰ البابی الحلبی، 1955ء)، 516/1۔

8 الواقدی، محمد بن عمر، **المغازی**، (بیروت: دارالاعلمی، 1989ء)، 176/1۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

3. نصرانیت:

قباء میں نصرانی مذہب کا وجود بھی ملتا ہے۔ بنو ضبیعہ سے تعلق رکھنے والا ایک شخص ابو عامر تھا، جسے راہب کہا جاتا تھا۔ یہ مشہور صحابی حضرت حنظلہؓ کا باپ تھا۔ زمانہ جاہلیت میں اس نے راہبانیت اختیار کی اور مسیحیت کا لبادہ اوڑھا۔ جب رسول پاک ﷺ مدینہ تشریف لائے تو یہ اور عبد اللہ بن ابی سلول دونوں اپنی اپنی قوم کے شرفاء میں سے تھے۔ ابو عامر نے آپ ﷺ پر ایمان لانے کی بجائے کفر کا راستہ اختیار کیا اور مکہ چلا گیا۔ مکہ جانے سے پہلے اس نے نبی پاک ﷺ سے پوچھا کہ آپ ﷺ یہ کیا لے کر آئے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں حضرت ابراھیمؑ کے دین حنیفی کو لے کر آیا ہوں۔ اس نے جواباً کہا کہ میں بھی اسی پر قائم ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تو حنفیت پر نہیں ہے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا اسے راہب نہ کہو بلکہ فاسق کہو۔ مکہ پہنچ کر کچھ عرصہ وہ وہاں رہا۔ مکہ فتح ہونے کے بعد طائف چلا گیا۔ جب اہل طائف نے اسلام قبول کیا تو وہ شام چلا گیا اور وہیں مر گیا[1]۔ اسی نے منافقین کو مسجد ضرار بنانے کا مشورہ دیا تھا[2]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قباء میں یہ تینوں مذاہب موجود تھے، لیکن وہاں اکثریت قبیلہ اوس کی تھی اور یہ لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ منات ان کا مخصوص بت تھا، اس لئے یہاں زیادہ لوگوں کا رجحان بت پرستی کی طرف تھا۔

اہلِ قباء کا قبولِ اسلام:

اہلِ قباء کے قبولِ اسلام کے حوالے سے ایک روایت یہ ملتی ہے کہ نبی مہرباں ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ ﷺ مکہ میں ہر سال حج کے لئے آنے والے مختلف قبائل کے پاس تشریف لے جاتے اور انہیں اسلام کی تبلیغ کرتے تھے۔ اسی طرح ایک سال سوید بن صامت بن عطیہ بن حوط بن حبیب بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس مکہ آئے، یہ رشتے میں نبی کریم ﷺ کے دادا عبد المطلب کے خالہ زاد تھے۔ ان کی قوم ان کی شاعری، حکمت اور شرف کے باعث ان کو "کامل" کہا کرتی تھی۔ جنگ بعاث کے موقع پر ان کو قتل کیا گیا اور یہ جنگ ہجرت سے چھ سال پہلے اوس اور خزرج کے درمیان ہوئی تھی[3]۔ علامہ ابن اسحاقؒ[4] کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کو مکہ میں ان کی آمد کا علم ہوا تو آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لے گئے اور اسلام کی دعوت دی تو انہوں نے کہا:

جو کچھ میرے پاس ہے، اس سے زیادہ آپ ﷺ کے پاس کیا ہے؟ آپ ﷺ نے پوچھا تمہارے پاس کیا ہے؟ بولے مجلہ لقمان یعنی حکمت۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ بھی اچھی چیز ہے لیکن میرے پاس اس سے بھی بہترین چیز ہے۔ انہوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ قرآن ہے جو اللہ نے مجھ پر نازل فرمایا ہے اور وہ سراسر نور و ہدایت ہے۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے قرآن پاک کی چند آیات تلاوت کیں۔ جسے سن کر اس نے کہا کہ یہ بھی عمدہ کلام ہے۔ مدینہ واپسی پر یہ خزرج کے

---

1 ابن سید الناس، محمد بن محمد بن محمد بن احمد، **عیون الأثر فی فنون المغازی والشمائل والسیر**، (بیروت: دارالقلم، 1993ء)، 1/255۔

2 بدر، عبدالباسط، **التاریخ الشامل للمدینة المنورة**، (مدینة منورة، 1993ء)، ص90۔

3 ابن قدامة، موفق الدین عبدالله، **الاستبصار فی نسب الأنصار**، (بیروت: دارالفکر، 1972ء)، ص327۔

4 محمد بن اسحاق بن یسار، قیس بن مخرمہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے غزوات کو سب سے پہلے انہوں نے جمع کیا۔ اس کے علاوہ انہوں نے احادیث بھی روایت کی ہیں۔ 150ھ میں بغداد میں انہوں نے انتقال فرمایا۔ ابن سعد، محمد، **الطبقات الکبریٰ**، 5/451۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

ہاتھوں قتل ہوئے تھے، تاہم ان کی قوم کہتی ہے کہ قتل ہونے سے قبل یہ مسلمان ہو گئے تھے [1]۔

نبی کریم ﷺ اپنے معمول کے مطابق مکہ میں تبلیغ دین میں مصروف رہتے اور حج اور میلوں کے موقع پر مختلف قبائل کو اسلام کی طرف بلاتے۔ اسی طرح ایک سال عقبہ کے مقام پر آپ ﷺ نے بنی خزرج کی ایک جماعت سے ملاقات کی اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔ چونکہ یہ لوگ یہود سے نبی آخر الزماں ﷺ کا تزکرہ سن چکے تھے اور جب بھی یہودیوں کے ساتھ لڑائی ہوتی تو وہ کہتے تھے ابھی چند روز میں ایک نبی بھیجا جانے والا ہے۔ ہم اس کے ساتھ تم لوگوں کو قتل کریں گے۔ ان لوگوں نے اسلام کی اس دعوت کو قبول کر لیا اور اپنی قوم کو بھی دعوت دینے کا وعدہ کیا [2]۔ واپس جا کر ان حضرات نے اسلام کی دعوت اپنی قوم کو دی۔ اہلِ قباء نے بھی ان سے اسلام کا ذکر سنا۔ کیونکہ اگلے سال انصار میں سے جن بارہ افراد نے نبی کریم ﷺ سے عقبہ کے مقام پر ملاقات اور بیعت کی، جسے بیعت عقبہ اولیٰ کہتے ہیں، ان میں سے ایک حضرت عویم بن ساعدہؓ [3] بھی تھے [4]۔

بنو عمرو بن عوف ہجرت مدینہ سے قبل ہی اسلام قبول کر چکے تھے اور ان کے ساتھ ہی ان کے حلیف بنو سلم بن امراء القیس نے بھی ہجرت سے پہلے ہی اسلام قبول کیا تھا [5]۔ جب نبی پاک ﷺ کے ساتھ عقبہ کے مقام پر انصار مدینہ نے دوسری بیعت کی تو اس موقع پر آپ ﷺ نے قبیلہ اوس میں سے جو نقیب مقرر کئے، ان میں سے ایک حضرت سعد بن خیثمہؓ [6] بھی تھے، جن کا تعلق بنو سلم بن امراء القیس سے تھا اور دوسرے حضرت رفاعہؓ بن عبد المنذر بن زبیر [7] تھے جو بنو زید بن امیہ سے تھے [8]۔

سوید بن الصامت کے واقعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ قباء کا اسلام سے تعارف ہجرت مدینہ سے کافی عرصہ قبل ہو چکا تھا۔ علامہ ابن حزمؒ کی روایت سے بھی یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بنو عمرو بن عوف اور ان کے ساتھ ان کے حلیف بنو سلم بھی ہجرت مدینہ سے پہلے ہی اسلام قبول کر چکے تھے۔

قباء کے سماجی اور ثقافتی حالات:

قبل از اسلام قباء کا سماجی اور ثقافتی ماحول مختلف قبائل اور تہذیبوں کا سنگم تھا۔ ان قبائل کے درمیان کبھی دشمنی تو کبھی اتحاد کا

---

1 ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، **البداية والنهاية**، (بیروت: دارالفکر، 1986ء)، 147/3۔

2 ابن ھشام، عبدالملک، **السيرة النبوية**، 433/1۔

3 عویم بن ساعدہ بن عائش بن قیس۔ ابن اسحاق کے بقول یہ بنو بلی میں سے تھے اور بنو امیہ بن زید کے حلیف تھے۔ انہوں نے بیعت عقبہ اور غزوہ بدر واحد میں شرکت فرمائی تھی۔ ابن حجر، **الإصابة في التمييز الصحابة**، 620/4۔

4 ابن ھشام، **السيرة النبوية**، 433/1۔

5 ابن حزم، **جمهرة الأنساب العرب**، ص345۔

6 سعد بن خیثمہ بن حارث بن مالک بن کعب بن نحاط بن کعب بن حارثہ بن غنم بن سلم بن امراء القیس بن مالک بن اوس، ان کا یہ ہی نسب ابن ہشام نے بھی ذکر کیا ہے۔ انہوں نے بھی بیعت عقبہ میں شرکت فرمائی۔ بدری صحابی تھے اور غزوہ بدر کے موقع پر شہید ہوئے۔ ابن عبدالبر، یوسف بن عبداللہ، **الاستيعاب في معرفة الأصحاب**، (بیروت: دارالجیل، 1992ء)، 588/2۔

7 رفاعہ بن عبد المنذر بن زبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس، حضرت ابولبابہ انصاری یہ اپنی کنیت کی وجہ سے مشہور ہیں۔ بنو عمرو بن عوف سے ہیں۔ بیعت عقبہ کے موقع پر نقیب بنائے گئے۔ بدری صحابی ہیں۔ ان کے نام میں اختلاف ہے بعض نے ان کا نام بشیر بن عبد المنذر اور بعض نے رفاعہ ذکر کیا ہے۔ ابن عبدالبر، **الاستيعاب في معرفة الأصحاب**، 500/2۔

8 ابن ھشام، **السيرة النبوية**، 444/1۔

This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

ماحول رہتا تھا۔ سماجی طور پر، قباء کے لوگ عموماً مختلف پیشوں اور خصوصاً تجارت میں مصروف تھے، خاص طور پر مختلف قبیلوں کے مابین تجارتی تعلقات مضبوط تھے۔اس کے علاوہ اہلِ قباء اپنے مخصوص طرزِ تعمیر کے حوالے سے بھی نمایاں تھے۔

1. اہلِ قباء کے قلعے:

قباء کا علاقہ اپنے قلعوں اور مکانات کے حوالے سے معروف تھا۔ قباء کے علاقے میں مختلف قبائل کے لوگ آباد تھے، جنہوں نے اپنے دفاع اور معاشی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے قلعے اور مستحکم مکانات تعمیر کر رکھے تھے۔ان مکانات میں عام طور پر مٹی، پتھر اور کھجور کی ٹہنیوں کا استعمال ہوتا تھا، جو مقامی وسائل سے بنائے جاتے تھے۔اس کے علاوہ قلعے اور مضبوط فصیلیں دشمنوں سے حفاظت کے لئے تعمیر کی جاتی تھیں۔ خاص طور پر اہلِ مدینہ اپنے مخصوص قلعوں کے حوالے سے معروف تھے۔ان قلعوں کے لئے اُطُم یا اُجُم کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ قلعے پتھروں سے بنائے جاتے تھے، ان کی عمارت مربع یا مستطیل ہوتی تھی[1]۔ یہ آطام یا قلعے دو یا تین منازل پر مشتمل ہوتے تھے۔ان کے چاروں طرف کئی کمرے ہوتے تھے، جو ایک ہی صحن کی طرف جاتے تھے۔ان میں کوئی خاص سجاوٹ نہیں ہوتی تھی کیونکہ یہ فوجی طرز کی عمارتیں تھیں جو دفاعی نقطہ نظر سے بنائی گئی تھیں[2]۔

مدینہ کی ہر بستی میں برج کی طرح کی یہ مستحکم اور مضبوط عمارتیں موجود تھیں۔ جنگ کے زمانے میں عورتیں، بچے اور سامان حفاظت کے لیئے وہاں منتقل کر دیئے جاتے تھے[3]۔ یہ قلعے اہلِ مدینہ کے لئے عزت و شرف کا باعث تھے اور دشمنوں سے بچنے کے لئے پناہ گاہ کے طور پر بھی استعمال ہوتے تھے[4]۔ان آطام کو گودام کے طور پر بھی استعمال کیا جاتا تھا جن میں اناج اور پھل ذخیرہ کئے جاتے تھے۔ان میں ہتھیار بھی جمع کئے جاتے تھے۔ ہر قلعہ میں پانی کے کنویں بھی ہوتے تھے۔ حتیٰ کہ یہودیوں کے قلعوں میں ان کی عبادت گاہیں اور مدارس بھی ہوا کرتے تھے[5]۔ مدینہ میں ان قلعوں کی تعداد کافی زیادہ تھی۔ لیکن حرہ شرقیہ، عوالی، قربان اور قباء میں باقی بستیوں کی نسبت ان قلعوں کی کثرت تھی[6]۔ قباء کی بستی میں پائے جانے والے چند قلعوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

- **عاصم:** قباء میں ایک یہودی تھا، کہا جاتا ہے کہ وہ بنو نضیر میں سے تھا اس کا قلعہ تھا عاصم جس کے ایک گھر میں قباء نام کا کنواں تھا[7]۔
- **واقم:** قباء میں احیحہ بن الجلاح کا قلعہ تھا جو بعد میں بنو عبدالمنذر بن رفاعہ کو ان کے دادا رفاعہ بن زر بن زید بن امیہ

---

1 ابن منظور، محمد بن مکرم بن علی، **لسان العرب**، 19/12۔

2 بدر، عبدالباسط، **التاریخ الشامل للمدینۃ المنورۃ**، ص118۔

3 حمید اللہ، محمد، **عہد نبوی ﷺ کے میدان جنگ** (لاہور: مکتبہ پاکستان، 1945ء)، ص50۔

4 ابن زبالۃ، محمد بن الحسن، **أخبار المدینۃ**، ص169۔

5 الشریف، احمد ابراهیم، **المکۃ والمدینۃ فی الجاهلیۃ وفی عهد الرسول ﷺ**، (بیروت: دارالفکر العربی)، ص244۔

6 بدر، **التاریخ الشامل للمدینۃ المنورۃ**، ص119۔

7 السمهودی، علی بن عبداللہ، **وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ ﷺ**، 8/4۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف کی دیت کے طور پر دیا گیا[1]۔

- **الشنیف**: قباء میں احجار المراء کے پاس بنو ضبیعہ کا قلعہ تھا[2]۔ یہ قلعہ ابھی تک اپنی بنیادوں پر کھڑا ہے، تاہم اس کا کچھ حصہ گر چکا ہے[3]۔
- **المستظل**: یہ قلعہ قباء میں بئر غرس کے پاس تھا اور احیحہ بن الجلاح کا تھا جو بعد میں بطور دیت بنو رفاعہ بن عبد المنذر کا ہو گیا[4]۔
- **غرّۃ**: بنو عمرو بن عوف کا قلعہ تھا۔ اس کی جگہ مسجد قباء کا مینار بنایا گیا تھا[5]۔
- **الصیاصی**:

قباء میں بنو عمرو بن عوف کی شاخ بنو زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف کے میدان میں 14 قلعے تھے جن کو "الصیاصی" کہا جاتا تھا[6]۔ بنو زید کے جس وسیع میدان کی بات علامہ سمہودیؒ نے کی ہے یہ بئر خاتم کے مشرق اور مسجد قباء کے مغرب میں اور الشدقہ کے شمال میں ہے[7]۔ اس میدان میں ہی تمام بنو نجار جمع ہوئے تھے جب نبی پاک ﷺ نے قباء سے مدینہ کی طرف جانے کا ارادہ کیا تھا[8]۔ اس میدان کی مشرقی حد میں حضرت کلثوم بن الہدمؓ اور حضرت سعدؓ بن خیثمہ کے مکانات ہیں۔ اس کی جنوبی حد تل عرفات تک ہے اور آج یہ جگہ الشدقہ اور قباء کے شمال میں ہے۔ اس کے مغرب میں بئر خاتم ہے۔ یہ میدان آج موجود نہیں ہو سکتا کیونکہ پرانے مکانات کو ہٹا دیا گیا ہے اور اس طرف جتنے قلعے تھے وہ بھی ختم کر دیے گئے سوائے الشنیف کے۔ جن "الصیاصی" قلعوں کی علامہ سمہودیؒ نے بات کی ہے ہو سکتا ہے کہ یہ بئر خاتم اور بئر عذق کے درمیان ہوں[9]۔

- **الضحیان**:

احیحہ بن الجلاح نے اس قلعے کو العصبہ میں بنایا تھا۔ یہ سیاہ رنگ کا تھا۔ جس کا عرض اس کے طول کے برابر تھا اور دور سے دیکھنے والوں کو نظر آتا تھا[10]۔ یہ اطم تین منزلہ تھا۔ سب سے نیچے والی سیاہ پتھروں کی تھی، اس کے اوپر دونوں منزلیں چاندی کے

---

1 السمهودي، وفاءالوفاء باخبار دار المصطفیٰﷺ،154/1۔

2 السمهودي، خلاصة الوفاء باخبار دار المصطفیٰﷺ،655/2۔

3 العياشي، المدينة بين الماضي والحاضر،ص278۔

4 فیروزآبادی، محمد بن يعقوب، المغانم المطابة فی معالم الطابة، (ریاض: داراليمامة للبحث والترجمة والنشر، 1969ء)،ص380۔

5 الحموی، شهاب الدين ابو عبدالله ياقوت، معجم البلدان، (بیروت:دارصادر،1995ء)،169/4۔

6 السمهودي، وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰﷺ،154/1۔

7 العياشي، المدينة بين الماضي والحاضر،ص278۔

8 العياشي، المدينة بين الماضي والحاضر،ص284۔

9 العياشي، المدينة بين الماضي والحاضر،ص285۔

10 فیروزآبادی، محمد بن يعقوب، المغانم المطابة فی معالم الطابة،ص227۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

سفید پتھروں کی تھیں۔ یہ اتنا اونچا تھا کہ شتر سوار ایک دن کی مسافت سے اسے دیکھ سکتے تھے[1]۔ قباء کے قریب اس قلعے کے کھنڈر اور اس کی نیچے والی منزل اب بھی باقی ہے[2]۔ اس تفصیل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہلِ قباء کے ہاں قلعے بنانے کا رواج تھا۔

2. اہل قباء کے گھر:

گھروں اور مکانوں کی بات کی جائے تو عرب اور یہودی قبائل اپنے اپنے محلوں اور بستیوں میں رہتے تھے اور ہر محلہ یا گاؤں ایک دوسرے سے ایک یا دو فرلانگ کے فاصلے پر تھا۔ ان گاؤں یا بستیوں میں ایک یا زیادہ پانی کے کنویں ہوتے تھے۔ رہائشی مکانات پتھر سے بنے ہوئے اور دو منزلہ ہوا کرتے تھے[3]۔ کچھ گھر جھونپڑیوں کی شکل میں اور کچھ مٹی سے بنے ہوئے ہوتے جن کی چھت درختوں کے تنوں اور شاخوں سے بنی ہوئی ہوتی تھی۔ گھر ایک ہی کمرے پر مشتمل ہوتا تھا۔ گھر کے باہر یا جھونپڑی کی دیوار اس سے منسلک درخت کی لکڑی سے بنا ہوا ایک چبوترا ہوتا تھا جہاں تیز دھوپ اور بارش سے بچنے کے لئے جانور اور مویشی کھڑے ہوتے[4]۔ جہاں تک یہود کے طرز تعمیر کا تعلق ہے تو ان کے گھر مٹی یا پتھر سے بنے ہوتے۔ گھر کا صحن دیواروں سے گھرا ہوتا تھا جس کے اندر بہت سے کمرے ہوتے تھے جو صاحب مکان کی مالی حیثیت کے مطابق ہوتے تھے۔ گھروں میں لکڑی کی کھڑکیاں ہوتی تھیں جو سجاوٹ سے خالی نہیں ہوتی تھیں[5]۔ محلوں یا بستیوں کی درمیانی جگہ پر مختلف افراد یا قبائل کے باغات اور نخلستان تھے ن کے ارد گرد پتھر کی مضبوط اور بلند دیواریں ہوتی تھیں[6]۔ قباء میں ان باباغات کیہ حالت تھی کہ یہ گھروں کے ساتھ اس طرح جڑ چکے تھے کہ گلیوں میں سے دو اونٹ گزرنے کے سوا کوئی گزر گاہ نہیں تھی[7]۔ کتب تاریخ میں قباء کے دو گھروں کا ذکر ملتا ہے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

- **حضرت کلثوم بن الہدمؓ کا گھر:**

یہ گھر مسجد قباء کے جنوب میں تھا جہاں رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کی صبح قیام کیا تھا[8]۔ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے گھر والوں نے بھی مدینہ جانے سے پہلے اسی گھر میں قیام کیا تھا[9]۔

- **حضرت سعد بن خیثمہؓ کا گھر:**

حضرت سعد بن خیثمہؓ کا گھر ان گھروں میں سے ہے جو مسجد قباء کے سامنے تھے۔ جب لوگ مسجد قباء کی زیارت کرتے تو اس

---

1 الأصفهاني، علی بن حسین، **الأغانی**، (بیروت:دارصادر،2008ء)،34/15۔

2 حمید اللہ، محمد، **عہد نبوی ﷺ کے میدان جنگ**(لاہور:مکتبہ پاکستان،1945ء)، ص51۔

3 حمید اللہ، **عہد نبوی ﷺ کے میدانِ جنگ**، ص50۔

4 بدر، عبدالباسط، **التاریخ الشامل للمدینة المنورة**، ص113۔

5 بدر، **التاریخ الشامل للمدینة المنورة**، ص117۔

6 حمید اللہ، **عہد نبوی ﷺ کے میدانِ جنگ**، ص66۔

7 حمید اللہ، **عہد نبوی ﷺ کے میدانِ جنگ**، ص67۔

8 العیاشي، **المدینة بین الماضي والحاضر**، ص288۔

9 مطری، **التعریف بما أنست الهجرة من معالم دار الهجرة**، ص217۔

OPEN ACCESS Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

گھر میں بھی جاتے اور نماز پڑھتے تھے[1]۔ حافظ ابن شبہؒ بیان کرتے ہیں کہ:

"أن النبي ﷺ دخل بيت سعد بن خيثمة الذي بقباء وجلس فيه"[2].

ترجمہ: نبی کریم ﷺ سعد بن خیثمہؓ کے گھر جو قباء میں تھا، میں داخل ہوئے اور اس میں بیٹھے۔

ڈاکٹر العیاشیؒ کے بقول یہ گھر مسجد قباء کے جنوب مغرب میں تھا[3]۔ علامہ مطریؒ کے زمانے تک یہ دونوں گھر موجود تھے لیکن ان کی حالت کافی خراب تھی اور صرف ان کی دیواریں کھڑی تھیں[4]۔ یہ دونوں مکانات مسجد قباء کے ساتھ ہی تھے۔ بعد میں ان دونوں کی جگہ دو سفید گنبد بنا دیئے گئے جو مسجد قباء کے جنوب میں 12 میٹر کے فاصلے پر تھے۔ بعد ازاں ان کو گرا دیا گیا اور ان دونوں مکانات کی جگہ اب قباء میں لڑکوں کا پرائمری سکول بن چکا ہے جو سعودیہ کی وزارت تعلیم کے ماتحت ہے[5]۔

3. اہلِ قباء کے کنویں:

کنویں جزیرہ نمائے عرب میں ایک بہت بڑی دولت اور سرمایہ تھے۔ اس لیے اگر وہ کنواں کھودتے یا ان کو وافر پانی نظر آتا تو وہ اپنے معبودوں کو شکر گزاری، تعریف اور نذریں پیش کرتے تھے۔ ایسی جگہوں پر جہاں زیر زمین پانی سطح زمین سے زیادہ دور نہیں ہے اور وہاں کنویں کھودنا آسان ہوتا۔ لوگ اپنے گھروں میں اور اپنی جائیداد پر پینے کے لئے، کھیت، صفائی اور استعمال کے لیے کنویں کھودتے تھے۔ نوکروں اور پانی برداروں کو تازہ کنوؤں، چشموں اور ندیوں سے پینے کا پانی لانے کے لیے استعمال کیا جاتا۔ قلعوں میں بھی کنویں کھودے جاتے[6]۔ مدینہ کی بستیوں کے ہر قلعے میں اور باغ میں کنویں بھی موجود تھے، جو اتنے پختہ اور وسیع ہوتے تھے کہ ان میں درجنوں افراد چھپ سکیں۔ حالت امن میں یہ کنویں قیدیوں کے لئے قید خانے کا کام دیتے تھے[7]۔ قباء میں جن کنوؤں کا ذکر ملتا ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

- **بئر اریس:**

یہ کنواں مسجد قباء کے مغرب میں ہے[8]۔ اس کی لمبائی چودہ ذراع[9] اور چوڑائی پانچ ذراع تھی اور اڑھائی ذراع تک پانی تھا[10]۔ یہ

---

1 مطری، **التعریف بما أنست الهجرة من معالم دار الهجرة**، ص216۔

2 ابن شبه، عمر بن شبه النميری، **تاريخ المدينة**، (بیروت: دارالکتب العلمیة)، 75/1۔

3 العیاشی، **المدينة بين الماضي والحاضر**، ص287۔

4 مطری، **التعریف بما أنست الهجرة من معالم دار الهجرة**، ص217۔

5 انصاری، عبدالقدوس، **آثارالمدينة المنورة**، ص27۔

6 جواد علی، **المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام**، (بیروت: دارالساقی، 2001ء)، 182/13۔

7 حمید اللہ، محمد، **عہد نبوی ﷺ کے میدانِ جنگ** (لاہور: مکتبہ پاکستان، 1945ء)، ص67۔

8 مطری، **التعریف بما أنست الهجرة من معالم دار الهجرة**، ص149۔

9 یہ مقدار کہنی سے لے کر درمیانی انگلی تک ہے۔ ابن منظور، محمد بن مکرم، **لسان العرب**، 93/8۔

10 ابن النجار، محمد بن محمود بن الحسن، **الدرة الثمينة فی اخبار المدينة**، (مدینة منورة: مرکز بحوث ودراسات، 2006ء)، ص170۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

ایک یہودی کے نام سے منسوب تھا جس کا نام اریس تھا[1]۔ یہ مدینہ سے دو میل کے فاصلے پر واقع ہے اور یہ وہ کنواں ہے جس میں نبی کریم ﷺ کی انگوٹھی حضرت عثمانؓ غنی کے ہاتھ سے گری تھی[2]۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ:

"اتَّخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ، وَكَانَ فِي يَدِهِ، ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ، ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِي يَدِ عُمَرَ، ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِي يَدِ عُثْمَانَ، حَتَّى وَقَعَ بَعْدُ فِي بِئْرِ أَرِيسَ، نَقْشُهُ: مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ"[3]۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی جو آپ ﷺ کے ہاتھ میں ہوا کرتی تھی۔ پھر وہ حضرت ابو بکرؓ، ان کے بعد حضرت عمرؓ اور پھر حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں آئی یہاں تک کہ وہ اریس کے کنویں میں گر گئی۔ اس انگوٹھی پر محمد رسول اللہ ﷺ لکھا ہوا تھا۔

اسی لئے اس کنویں کو بئر خاتم بھی کہا جاتا ہے۔ علامہ مطریؒ کے مطابق یہ کنواں مدینہ کے اونچے قلعوں میں سے ایک قلعے کے نیچے ہے اور یہ قبلہ کے رخ پر ہے۔ اس کے اوپر ایک مکان بنایا گیا جس میں مسجد قباء کی خدمت کرنے والا رہتا تھا اور اس کے ارد گرد انصار کے گھر اور ان کے نشانات ہیں[4]۔ لیکن اب (1972ء) یہ کنواں خشک ہو چکا ہے اور اس میں پانی نہیں ہے[5]۔

- **بئر غرس:**

یہ کنواں قباء میں تھا اور حضرت سعد بن خیثمہؓ کا تھا۔ حافظ ابن شبہؒ بیان کرتے ہیں کہ:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُسِّلَ مِنْ بِئْرِ سَعْدِ بْنِ خُثَيْمَةَ، بِئْرٍ يُقَالُ لَهَا: الْغَرْسُ، بِقُبَاءٍ، كَانَ يُشْرَبُ مِنْهَا"[6]

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے سعدؓ بن خیثمہ کے کنویں غرس سے غسل فرمایا اور آپ ﷺ نے اس سے پانی پیا۔

اس کنویں کی لمبائی سات ذراع اور چوڑائی دس ذراع تھی اور اس میں دو ذراع پانی تھا[7]۔ یہ کنواں آج بھی مشہور ہے۔ قربان میں غرس نامی باغ ہے جس کے شمال میں مغرب میں یہ کنواں واقع ہے۔ اس میں پتھر کی سیڑھی ہے جس کے ذریعے اس کے اندر اترا جاتا ہے۔ یہ کنواں مشہور و معروف ہے اور میٹھے پانی والا ہے لیکن اس کے باوجود آج کل غیر فعال ہے[8]۔

- **بئر غدق/عذق:**

علامہ سمہودیؒ کہتے ہیں کہ علامہ مجدؒ کے بقول مدینہ میں غدق نام کا ایک کنواں تھا جس کے پاس بنو بلی کا ایک قلعہ "القاع" تھا۔ جبکہ علامہ سمہودیؒ کے مطابق اس کی کوئی اصل نہیں ہے سوائے اس کے کہ بنوانیف بنو بلی کا حصہ تھے اور قباء

---

1 السمهودي، **وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ ﷺ**، 119/3۔

2 الطبری، محمد بن جریر، **تاریخ الرسل والملوک**، (بیروت: دارالتراث، 1387ھ)، 281/4۔

3 البخاري، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، کتاب اللباس، باب نقش الخاتم، 157/7۔

4 مطری، **التعریف بما أنست من الهجرة من معالم دار الهجرة**، ص152۔

5 انصاری، عبدالقدوس، **آثار المدینة**، ص243۔

6 ابن شبه، عمر بن شبه النمیری، **تاریخ المدینة**، ص162۔

7 ابن النجار، محمد بن محمود بن الحسن، **الدرة الثمینة فی اخبار المدینة**، ص176۔

8 انصاری، عبدالقدوس، **آثار المدینة**، ص246۔

OPEN ACCESS Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

میں رہتے تھے جہاں ان کا ایک قلعہ بیر غدق کے پاس تھا لیکن اس کا نام "القاع" نہیں تھا۔ یہ کنواں آج کل عذق کے نام سے جانا جاتا ہے۔ عذق کا کنواں قباء میں تھا اور بنو انیف کے گھرانوں کے پاس تھا[1]۔ ڈاکٹر العیاشیؒ کہتے ہیں کہ عذق نام کا یہ کنواں مسجد قباء کے جنوب مغرب میں سو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ اور یہ حضرت کلثومؓ بن الہدم کا تھا جو کہ بنو زید میں سے تھے[2]۔ ان کے نزدیک غدق، عذق اور غرس ایک ہی کنویں کے نام ہیں جو کہ حضرت کلثومؓ بن الہدم کا تھا[3]۔ حافظ ابن شبہؒ کی روایت سے یہ واضح ہے کہ غرس نام کا یہ کنواں حضرت سعد بن خیثمہؓ تھا۔ غدق، عذق اور غرس ایک ہی کنویں کے نام نہیں تھے بلکہ یہ الگ الگ کنوؤں کے نام تھے۔

4. شاعری:

عربوں کے ہاں شاعری کا بڑا ذوق اور شوق پایا جاتا تھا۔ ان کی تاریخ، جغرافیہ، تمدن، معاشرت الغرض ہر چیز کے بارے میں معلومات ان کی شاعری سے لی جاسکتی ہیں۔ زمانہ جاہلیت کے بہت سے شعراء لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ بہت سے ایسے بھی تھے جو شعر کہنے کے بعد اسے لکھتے پھر اس کی اصلاح کرتے، اس کی تصحیح اور اس پر نظر ثانی کرتے جب تک وہ اس پر مطمئن نہ ہو جاتے[4]۔ دیگر علاقوں کی طرح قباء میں بھی شعر و شاعری کا رجحان پایا جاتا تھا۔

- **سوید بن الصامت:**

سوید بن الصامت کا شمار قباء کے شعراء میں ہوتا تھا۔ یہ اپنی قوم میں "الکامل" کے نام سے جانے جاتے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں اگر کوئی آدمی اپنی قوم میں بہادری، شاعری، ادب، تیر اکی یا تیر اندازی میں ماہر ہوتا و اسے الکامل کہتے تھے۔ انہی خصوصیات کی بناء پر سوید کا لقب الکامل تھا[5]۔ ان کے پاس "مجلہ لقمان" بھی تھا۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ عرب کے کچھ لوگوں کے پاس یہ مجلہ ہوتا تھا جس میں علم و حکمت کی باتیں ہوتی تھیں[6]۔ علامہ ابن ہشامؒ[7] نے علامہ ابن اسحاقؒ کے حوالے سے سوید کے یہ اشعار ذکر کئے ہیں۔

"ألا ربَّ من تدعو صديقاً ولو ترى مقالته بالغَيْبِ ساءَكَ ما يفري

مقالتُه كالشهدِ ما كان شاهداً وبالغيبِ مأثورٌ على ثغرة النحرِ

---

1 السمهودي، **وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ**ﷺ،22/4۔

2 العیاشی ، **المدینة بین الماضي والحاضر**،ص277۔

3 العیاشی ، **المدینة بین الماضي والحاضر**،ص283۔

4 علی،جواد،**المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام**،110/15۔

5 علی،جواد،**المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام**،288/15۔

6 علی،جواد،**المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام**،318/1۔

7 عبدالملک بن ہشام بن ایوب الحمیری نے علامہ ابن اسحاقؒ کی کتاب المغازی میں سے سیرت الرسول ﷺ کو اکٹھا کیا۔ جو آج سیرت ابن ہشام کے نام سے مشہور ہے۔ آپ سیرت نگار ہونے کے ساتھ علم الانساب اور علم النحو کے عالم بھی تھے۔ آپ نے مصر میں 213ھ میں وفات پائی۔ ابن خلکان، احمد بن محمد، **وفیات الأعیان وأنباء ابناءالزمان**،(بیروت: دارصادر،1900ء)،177/3۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

تبينُ لك العينانِ ما الصدرُ كاتمٌ   من الحقدِ والبغضاءِ بالنظرِ الشَّزْرِ"[1]

ترجمہ: ایسے کتنے لوگ ہیں جنہیں تم دوست کہتے ہو، اگر تم اپنی غیر موجودگی میں ان کی باتیں سنو تو تمہیں بری لگیں گی۔ جب وہ سامنے ہوتے ہیں تو ان کی باتیں شہد کی طرح میٹھی، لیکن پیٹھ پیچھے وہ تیر کی طرح دل میں چبھتی ہیں۔ تمہارے لئے دل میں چھپا کینہ، نفرت اور دشمنی ان کی آنکھیں سے ظاہر ہوتی ہے۔

- **احیحہ بن الجلاح:**

احیحہ بن الجلاح کا تعلق بنو عمرو بن عوف کے خاندان بنو جحجبا سے تھا۔ نبی کریم ﷺ کے دادا عبد المطلب بن ہاشم کی والدہ سلمیٰ بنت عمرو بن زید جن کا تعلق بنی عدی بن النجار سے تھا وہ ہاشم کی وفات کے بعد احیحہ کے نکاح میں آئیں تھیں[2]۔ احیحہ بن الجلاح اپنی قوم کا سردار تھا۔ مالدار آدمی تھا لیکن اپنے مال میں بخل سے کام لیتا تھا۔ سود کا کاروبار کرتا تھا۔ قلعوں کا مالک تھا[3]۔ قوم کا سردار ہونے کے علاوہ یہ اپنی قوم کا شاعر بھی تھا۔ اس کا ایک شعر ہے کہ:

استغن عن كل ذي قربى وذي رحمٍ   إن الغني من استغنى عن الناسِ

والبَس عدوك في رفقٍ وفي دعةٍ   لباس ذي إربةٍ للناس لبَّاسِ[4]

ترجمہ: ہر رشتے دار اور عزیز سے بے نیاز ہو جاؤ... حقیقت میں غنی وہ ہے جو لوگوں سے بے نیاز ہو۔ اپنے دشمن سے بھی نرمی اور آرام سے پیش آؤ... اس طرح جیسے کوئی حاجت مند شخص سختی سے پیش آتا ہے۔

- **درھم بن زید:**

درھم بن زید بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس یہودی تھا اور جاہلی شعراء میں سے تھا[5]۔

إنك لاق غدا غواة بني الملك   فانظر ما أنت مزدهف

يمشون في البيض والدروع كما   تمشي جمال مصاعب قطف

فأبد سيماك يعرفوك كما   يبدون سيماهم فتعترف[6]

ترجمہ: کل تم بادشاہ کے بیٹوں کے گمراہوں سے ملوگے... دیکھو تم کیا حاصل کرنے والے ہو۔ وہ سفید زرہ بکتر میں چلتے ایسے چلتے ہیں... جیسے مشکل گھاٹیوں میں اونٹنیاں چلتی ہیں۔ اپنی شناخت ظاہر کرو تاکہ وہ تمہیں پہچان لیں جیسے... وہ اپنی شناخت ظاہر کرتے ہیں تو تم انہیں پہچان لو۔

---

1 ابن هشام، **السيرة النبوية**، 425/1۔

2 کلبي، هشام بن محمدبن السائب، **نسب معد واليمن الكبير**، 371/1۔

3 الأصفهاني، على بن حسين، **الأغانى**، 34/15۔

4 الجاحظ، عمرو بن بحر، **البيان والتبيين**، (بيروت: دارومكتبة الهلال، 1423ھ)، 243/2۔

5 کلبي، هشام بن محمدبن السائب، **نسب معد واليمن الكبير**، 1988ء، 367/1۔

6 الجاحظ، عمرو بن بحر، **البيان والتبيين**، 70/3۔

OPEN ACCESS **Al Baṣīrah**, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

5. بازار:

اہل مدینہ کے بازار بھی اپنی نوعیت کے لحاظ سے اہمیت رکھتے تھے۔ یہاں مختلف قبائل کے لوگ تجارت کرتے تھے اور اشیاء کی خرید وفروخت کا ایک فعال نظام موجود تھا۔ یہ بازار نہ صرف اقتصادی سر گرمیوں کا مرکز تھے بلکہ سماجی رابطوں اور ثقافتی تبادلے کا بھی ذریعہ تھے۔ تجارت کے ذریعے قباء کے لوگ اپنے معاشی حالات کو بہتر بناتے تھے اور مختلف ثقافتوں کا احاطہ کرتے تھے۔ یہ بازار عمارتوں کی بجائے کھلی جگہ پر لگتے تھے۔ جن میں تاجر اپنا سامان رکھتے تھے۔ ان بازاروں میں کھجور، جو شراب، اون، گھی اور روئی بھی ان میں فروخت ہوتی تھی[1]۔ زمانہ جاہلیت میں قباء میں عصبہ کی جگہ پر ایک بازار لگتا تھا[2]۔

6. ماکولات و مشروبات:

اہل قباء کے ہاں گھروں میں روٹیاں پکانے کا رواج تھا۔ حضرت ام حرامؓ بنت ملحان قباء میں رہتی تھیں اور دعوت میں اکثر نبی کریم ﷺ اور صحابہؓ کو روٹیاں پکا کر کھلاتی تھیں[3]۔ کھجور کا استعمال بھی بکثرت تھا۔ جب نبی کریم ﷺ قباء تشریف لائے تو حضرت کلثومؓ بن الہدم نے کھجوروں سے آپ ﷺ کی مہمان نوازی فرمائی[4]۔ اسی طرح حضرت صہیبؓ جب قباء پہنچے تو آشوب چشم کے باوجود کھجوریں بہت شوق سے تناول فرمائیں[5]۔ اہل قباء کے ہاں مشروبات میں پانی کا استعمال موجود تھا۔ وہاں موجود پانی کے کنویں اس بات کا ثبوت ہیں۔ اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ حضرت سعدؓ بن خیثمہ کے کنویں سے پانی پیا کرتے تھے[6]۔

نتائج:

قباء کی بستی مدینۃ النبی ﷺ سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد سب سے پہلے اسی بستی میں قیام فرمایا۔ آپ ﷺ کی قباء آمد سے قبل ہی وہاں کے اکثر باشندے، بالخصوص بنو عمرو بن عوف اور ان کے حلیف قبائل اسلام قبول کر چکے تھے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام کی دعوت مدینہ سے پہلے ہی قباء میں پہنچ چکی تھی۔ قبل از اسلام، قباء مختلف مذاہب کا مرکز تھا۔ یہاں بت پرست، یہودی اور عیسائی اقوام آباد تھیں۔ خاص طور پر بت پرستی اور یہودیت زیادہ نمایاں تھیں۔ مختلف قبائل اور مذاہب کے باوجود قباء میں ایک خاص قسم کی سماجی ہم آہنگی پائی جاتی تھی۔ قباء ایک متمدن اور خوشحال بستی تھی، جہاں قلعہ بند عمارتیں، رہائشی مکانات، باغات اور بازار موجود تھے۔ بستی میں دفاعی اعتبار سے مضبوط قلعے تعمیر کیے گئے تھے جہاں جنگ کے وقت خواتین، بچے اور مال محفوظ کیا جاتا تھا۔ قباء کے باشندوں میں ادبی ذوق پایا جاتا تھا۔

قباء میں کئی اہم کنویں موجود تھے جن کا استعمال نہ صرف پانی پینے کے لیے بلکہ زراعت اور گھریلو ضروریات کے لیے بھی کیا جاتا

---

1 شریف، احمد ابراهیم، **المکة والمدینة فی الجاهلیة وفی عهد الرسول ﷺ**، ص300۔

2 ابن شبه، عمر بن شبه النمیری، **تاریخ المدینة**، ص306۔

3 صدیقی، یسین مظہر، **عہد نبوی ﷺ کا نظام تمدن**، (لاہور: دارالنوادر، 2023)، ص76۔

4 الخرکوشی، عبدالملک بن محمد بن ابراهیم، **شرف المصطفیٰ ﷺ** (مکتبة: دارالبشائر الاسلامیة، 1424ھ)، 371/2۔

5 ابن سعد، محمد، **الطبقات الکبریٰ**، 172/3۔

6 ابن شبه، عمر بن شبه النمیری، **تاریخ المدینة**، ص162۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

تھا۔ قباء میں بازار قائم تھے جہاں مقامی لوگ تجارت کرتے تھے۔ یہ بازار سماجی اور معاشی روابط کا مرکز تھے، جہاں مختلف قبائل کے افراد آپس میں تبادلہ کرتے اور تعلقات استوار کرتے۔ قباء کا معاشرتی ڈھانچہ اور ثقافتی تنوع اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ یہ علاقہ ایک اہم تجارتی اور مذہبی مرکز تھا، جہاں مختلف اقوام و مذاہب کے لوگ ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہوئے اپنے عقائد و رسوم کو برقرار رکھتے تھے۔ ان تمام خصوصیات نے قباء کو ایک اہم تجارتی اور سماجی مرکز بنادیا تھا، جس نے بعد میں اسلامی تہذیب کے آغاز میں اہم کردار ادا کیا۔

سفارشات:

- قباء کی تاریخی حیثیت پر مزید تحقیقی کام ہونا چاہیے تاکہ اس کے غیر معروف پہلوؤں کو اجاگر کیا جاسکے۔
- سعودی عرب کی حکومت کو چاہیے کہ قباء کے تاریخی مقامات و آثار کی حفاظت کے لیے اقدامات کرے۔ نیز ان کی نشاندہی اور وضاحت کے لیے معلوماتی بورڈز اور رہنما کتب مہیا کی جائیں۔
- قباء کی تہذیبی و ثقافتی وراثت کو دستاویزی فلموں، کانفرنسوں، اور علمی مضامین کے ذریعے اجاگر کیا جائے۔

OPEN ACCESS Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

Bibliography:

1. Al-Qur'an al-Karim.
2. Ibn al-Athir, Ali ibn Abi al-Karam Muhammad. *Asad al-Ghabah fi Ma'rifat al-Sahabah*. Beirut: Dar al-Fikr, 1989.
3. Ibn al-Najjar, Muhammad ibn Mahmood ibn al-Hasan. *al-Durra al-Thaminah fi Akhbar al-Madinah*. Madinah Munawwarah: Markaz Buhuth wa Dirasat, 2006.
4. Ibn Ja'far, Ahmad ibn Ishaq. *al-Buldan. Beirut*: Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, 2002.
5. Ibn Hajar, Ahmad ibn 'Ali. *Fath al-Bari Sharh Sahih al-Bukhari*. Beirut: Dar al-Ma'rifah, 1379 AH.
6. Ibn Hajar, Ahmad ibn Muhammad ibn 'Ali. *al-Isabah fi Tamyiz al-Sahabah*. Beirut: Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1415 AH.
7. Ibn Hazm, Muhammad 'Ali ibn Ahmad. *Jamharat al-Ansab al-'Arab*. Cairo: Dar al-Ma'arif, n.d.
8. Ibn Khallikan, Ahmad ibn Muhammad ibn Ibrahim. *Wafayat al-A'yan wa Anba' al-Zaman*. Beirut: Dar Sader, 1900.
9. Ibn Khayyat, Khalifah ibn Khayyat. *Tabaqat Khalifah ibn Khayyat*. Beirut: Dar al-Fikr li al-Tiba'ah wa al-Nashr wa al-Tawzi', 1993.
10. Ibn Zubalah, Muhammad ibn al-Hasan. *Akhbar al-Madinah*. Madinah Munawwarah: Markaz Buhuth wa Dirasat, 2003.
11. Ibn Sa'd, Muhammad. *al-Tabaqat al-Kubra*. Beirut: Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1990.
12. Ibn Sayyid al-Nas, Muhammad ibn Muhammad. *'Uyun al-Athar fi Funun al-Maghazi wa al-Shama'il wa al-Siyar*. Beirut: Dar al-Qalam, 1993.
13. Ibn Shabbah, Umar ibn Shabbah al-Namiri. *Tarikh al-Madinah*. Beirut: Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, n.d.
14. Ibn 'Abd al-Barr, Yusuf ibn 'Abdullah. *al-Isti'ab fi Ma'rifat al-Ashab*. Beirut: Dar al-Jil, 1992.
15. Ibn Qutaybah, 'Abdullah ibn Muslim. *al-Ma'arif*. Cairo: Hay'at al-Masriyyah al-'Aamah, 1992.
16. Ibn Qudamah, Muwaffaq al-Din 'Abdullah. *al-Istibsar fi Nasab al-Ansar*. Beirut: Dar al-Fikr, 1972.
17. Ibn Kathir, Isma'il ibn 'Umar. *al-Bidayah wa al-Nihayah*. Beirut: Dar al-Fikr, 1986.
18. Ibn Kathir, Isma'il ibn 'Umar. *al-Sirah al-Nabawiyyah*. Beirut: Dar al-Ma'rifah li al-Tiba'ah wa al-Nashr wa al-Tawzi', 1976.
19. Ibn Manzur, Muhammad ibn Makram ibn 'Ali. *Lisan al-'Arab*. Beirut: Dar Sader, 1414 AH.
20. Ibn Hisham, Abd al-Malik. *al-Sirah al-Nabawiyyah li Ibn Hisham*. Cairo: Maktabah Mustafa al-Babi al-Halabi, 1955.
21. al-Azhari, Muhammad Karam Shah. *Jamal al-Qur'an. Lahore*: Zia al-Qur'an Publications, n.d.
22. al-Azhari, Muhammad Karam Shah. *Zia al-Nabi (ﷺ). Lahore*: Zia al-Qur'an Publications, 2000.
23. al-Isfahani, 'Ali ibn Husayn. *al-Aghani*. Beirut: Dar Sader, 2008.
24. Ansari, Abd al-Quddus. *Athar al-Madinah al-Munawwarah*. Madinah Munawwarah: al-Maktabah al-Salafiyyah, 1973.
25. al-Bukhari, Muhammad ibn Isma'il. *al-Jami' al-Sahih*. Beirut: Dar Tuq al-Najah, 1422 AH.

This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

26. Badr, Abd al-Basit Badr. *al-Tarikh al-Shamil li al-Madinah al-Munawwarah*. Madinah Munawwarah: n.p., 1993.
27. al-Jahiz, Amr ibn Bahr ibn Mahbub. *al-Bayan wa al-Tabyin*. Beirut: Dar wa Maktabah al-Hilal, 1423 AH.
28. al-Hamad, Zayd Fa'iz. 'Imran Masjid Quba fi Sadr al-Islam." *Afaq al-Thaqafah wa al-Turath 13, no. 52* (January 2006).
29. al-Hamawi, Shihab al-Din Abi 'Abdullah Yaqut. *Mu'jam al-Buldan*. Beirut: Dar Sader, 1995.
30. Hamidullah, Muhammad. *'Ahd-i Nabawi ke Maidan-e-Jang*. Lahore: Maktabah Pakistan, 1945.
31. Hamidullah, Muhammad. *Paighambar-i Islam*. Translated by Khalid Parvez. Lahore: Beacon Books, 2005.
32. al-Kharqushi, 'Abd al-Malik ibn Muhammad ibn Ibrahim. *Sharaf al-Mustafa* (ﷺ). Makkah: Dar al-Basha'ir al-Islamiyyah, 1424 AH.
33. al-Dhahabi, Muhammad ibn Ahmad. *Siyar A'lam al-Nubala'*. Cairo: Dar al-Hadith, 2006.
34. al-Zarkali, Khayr al-Din ibn Mahmood. *al-A'lam*. Beirut: Dar al-'Ilm li al-Malayin, 2002.
35. al-Samhudi, 'Ali ibn Ahmad. *Wafa' al-Wafa bi Akhbar Dar al-Mustafa* (ﷺ). Beirut: Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, 2006.
36. al-Samhudi, 'Ali ibn 'Abdullah ibn Ahmad. *Khilasat al-Wafa bi Akhbar Dar al-Mustafa* (ﷺ). Madinah Munawwarah: al-Maktabah al-'Ilmiyyah, 1972.
37. al-Suhayli, 'Abd al-Rahman ibn 'Abdullah. *al-Rawd al-Unuf fi Sharh al-Sirah al-Nabawiyyah li Ibn Hisham*. Beirut: Dar Ihya' al-Turath al-'Arabi, 2000.
38. al-Sharif, Ahmad Ibrahim. *al-Makkah wa al-Madinah fi al-Jahiliyyah wa fi 'Ahd al-Rasul (ﷺ)*. Beirut: Dar al-Fikr al-'Arabi, n.d.
39. Sha'ban, Ahmad Muhammad. "Tariq Hijrat al-Rasul (ﷺ) min Quba ila al-Madinah al-Munawwarah." *Markaz Buhuth wa Dirasat al-Madinah al-Munawwarah 8, no. 1* (March 2004).
40. Siddiqi, Yasin Mazhar. *'Ahd-i Nabawi (ﷺ) ka Nizam-i Tamaddun*. Lahore: Dar al-Nawadir, 2023.
41. al-Tabari, Muhammad ibn Jarir ibn Yazid. *Tarikh al-Rusul wa al-Muluk*. Beirut: Dar al-Turath, 1387 AH.
42. al-Tabari, Muhammad ibn Jarir. *Jami' al-Bayan fi Ta'wil al-Qur'an*. Beirut: Mu'assasat al-Risalah, 2000.
43. 'Ali, Jawad 'Ali. *al-Mufassal fi Tarikh al-'Arab Qabl al-Islam*. Beirut: Dar al-Saqi, 2001.
44. 'Ayyashi, Ibrahim ibn 'Ali. *al-Madinah bayna al-Madi wa al-Hadir*. Madinah Munawwarah: al-Maktabah al-'Ilmiyyah, 1972.
45. 'Ayni, Mahmood ibn Ahmad Badr al-Din. *'Umdat al-Qari*. Beirut: Dar al-Kutub al-'Ilmiyyah, 2001.
46. Ferozuddin. "M-Y." *Feroz al-Lughat*. Karachi: Feroz Sons, 2012.
47. Ferozabadi, Muhammad ibn Ya'qub. *al-Maghanim al-Mutabah fi Ma'alim al-Tabah*. Riyadh: Dar al-Imamah lil-Bahth wa al-Tarjamah wa al-Nashr, 1969.
48. Kandhlawi, Muhammad Idris. *Sirat al-Mustafa* (ﷺ). Karachi: Altaf & Sons, n.d.
49. al-Kalbi, Hisham ibn Muhammad ibn Sa'ib. *Kitab al-Asnam*. Cairo: Dar al-Kutub al-Misriyyah, 1924.
50. al-Kalbi, Hisham ibn Muhammad ibn Sa'ib. *Nasab Ma'ad wa al-Yaman al-Kabir*. Beirut: 'Alam al-Kitab, 1988.

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

51. Matari, Muhammad ibn Ahmad. *al-Ta'rif bima Anasat al-Hijrah min Ma'alim Dar al-Hijrah*. Riyadh: Darat al-Malik 'Abd al-'Aziz, 2005.
52. Malik, Muhammad Aslam Malik. "Makkah aur Madinah ki Tarikh." *Naqoosh: Rasul Number 2, no. 130* (December 1982).
53. al-Maliki, Muhammad 'Ali ibn 'Allan. *Hasan al-Naba' fi Fadl Masjid Quba*. Sanaa': Markaz 'Abadi li al-Dirasat wa al-Nashr, 2007.
54. Naumani, Shibli, and Sulaiman Nadwi. *Sirat al-Nabi* (ﷺ). Lahore: Maktabah Islamiyyah, 2012.
55. al-Waqidi, Muhammad ibn 'Umar ibn Waqid. *al-Maghazi.* Beirut: Dar al-'Ilmiyyah, 1989.
56. Omer, Spahic, "Quba' Mosque in the works of Early Muslim Visitors and Scholars",*Journal of Islam in Asia*21/01,June 2024.

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**